REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. F/GDP-23.

جلد ۴۵

شمارہ ۱۸، ۱۹

ہفت روزہ بدر قادیان

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۰/۱۳ ذوالحجہ ۱۴۱۶ ہجری | ۹/۲ ہجرت ۱۳۷۵ ہش | ۹/۲ مئی ۱۹۹۶ء

اخبار احمدیہ

لندن ۸ رمئی۔ (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور نے مورخہ ۶، ۷ رمئی۔ بروز سوموار اور منگوار ہندوستانی وقت کے مطابق شام سوا سات بجے تا پونے آٹھ بجے قرآن مجید کا درس دیا۔ احباب کرام حضور پر نور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کی تائید و نصرت فرمائے اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

آمین

ایم۔ ٹی۔ اے انٹرنیشنل کے ایک نئے اور روشن تر دور کا آغاز

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ روزانہ مسلسل چوبیس گھنٹے خدائے واحد کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچانے کا نہایت بابرکت انتظام

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز، روح پرور خطاب)

لندن (یکم اپریل)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج محمود ہال لندن میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی روزانہ چوبیس گھنٹے کی عالمی نشریات کے آغاز کے موقعہ پر منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ان نشریات کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اس تاریخی تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم حافظ سلیمان داؤد صاحب آف نائیجیریا نے کی۔ مکرم نصیر احمد صاحب قمر نے ان آیات کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اور پھر مکرم مستنصر ناصر صاحب آف مانچسٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے بعض اشعار ترنم کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے خطاب فرمایا جس میں قدرے تفصیل کے ساتھ ایم۔ ٹی۔ اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کے اجراء کے سلسلہ میں پیش آمدہ مختلف مشکلات و مسائل اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام روکوں کے دور ہونے اور قدم قدم پر اس کی تائید و نصرت کے اعجازی نشانوں کا نہایت ہی روح پرور ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج اللہ کے فضل کے ساتھ احمدیت کی تاریخ میں ایک نیا روشن دن طلوع ہو رہا ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کے انتظار میں ہم دن گنا کرتے تھے۔ وہ دن جب ایم۔ ٹی۔ اے نے اپنے نئے روشن تر دور میں داخل ہونا تھا۔ اور روزانہ چوبیس گھنٹے مسلسل خدائے واحد کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچایا جانا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کی راہ میں کئی قسم کی بڑی کٹھن روکیں تھیں ...... اور ہر ہر قدم پہ اللہ کی رحمت اور اس کی تقدیر اور اس کی حفاظت نے سنبھال لیا۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے مگر جماعت کی امانت ہے اور احمدیت کی تاریخ کا حصہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی جو ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ دنیا کے مختلف کناروں تک پہنچنے کی توفیق بخشی۔ یہ محض اللہ کا احسان تھا اور اس کا فضل تھا جو آسمان سے اترا کہ دنیا کی تاریخ میں پہلی بار ٹیلی ویژن کو مسلمان بنایا گیا۔ لیکن بعض اوقات حسد پیدا ہوتے ہیں۔ خود پرستی کئی سر اٹھاتی ہے۔ ہمیں بھی ایسی مشکلات پیش آئیں۔ وہ لوگ جن کے ذریعہ وہ ٹیلی ویژن کا انتظام جاری ہوا وہ ٹیلی ویژن کے ارتھ سٹیشن جن سے یہ پروگرام اٹھائے گئے اور وہ مواصلاتی نظام جن کے ذریعہ دوبارہ یہ پروگرام زمین پر اتارے گئے ان کے منتظمین کی نظریں رفتہ رفتہ بدلتی گئیں۔ کچھ ان کے تعلقات امیر ملکوں سے ہوئے جنہوں نے انہیں بڑی بڑی رقوم پیش کیں۔ دنیا کی منفعتوں نے ان کے دل میلے کر دیئے۔ نتیجۃً ان کے رویہ میں تکبر کا انداز آگیا جس کے نتیجہ میں ایک مقام ایسا آیا کہ مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ کیا جماعت نیابت مگر جھک کر ان کی ذلیل شرائط پر ان سے تعلق جاری رکھے گی یا ان سے رابطے توڑ لئے جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس اہم فیصلہ کے وقت ضروری تھا کہ دعا کے ذریعہ خدا سے توجہ کی جائے۔ اور دل میں عزم صمیم ہو کہ غیر اللہ کے سامنے گردن نہ جھکائی جائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی توحید کے مقابل پر ہر دوسری چیز حقیر دبے معنی ہے۔ چنانچہ باوجود ایم۔ ٹی۔ اے کی اس شہرت اور جماعت سے گہرے رابطہ کے ذریعہ کے میں نے فیصلہ کیا کہ جماعت کی عزت اور خدا تعالیٰ کی توحید کی عزت کا تقاضا ہے کہ کسی غیر کے سامنے جھک کر اسے جاری نہیں رکھا جائے گا۔ اور ہم ذلیل شرائط پر کسی قوم کے سامنے ایم۔ ٹی۔ اے کی بھیک نہیں مانگیں گے۔ اس فیصلے کے بعد پھر جو دل سے دعا اٹھی ہے وہ قبول ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ روکیں پیدا ہوتی رہیں مگر ایک لمحہ کے لئے بھی اس یقین اور عزم محکم میں کوئی تزلزل نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہمیں کامیابی کی راہ دکھائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں میں نے سب سے پہلے رفیق حیات صاحب سے بات کی۔ اور انہیں یہ ساری بات سمجھائی اور ان کی سعادت بھی ہے اور ذہانت بھی کہ متبادل انتظامات کے لئے انہوں نے ایک ایسا آدمی چنا جو میرا یقین ہے کہ خدا کے نزدیک اس کام کے لئے سب سے بہتر تھا یعنی سید نصیر شاہ صاحب جن کا تعلق برمنگھم سے ہے۔ حضور نے مکرم سید نصیر شاہ صاحب کا تحسین بھرے الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس میدان سے کلی طور پر نابلد تھے۔ لیکن انہوں نے نہایت اخلاص اور محنت کے ساتھ اپنے تمام آراموں کو تج کر اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیا۔ دن بدن روابط بڑھتے رہے۔ ایک روک کے بعد دوسری روک اٹھائی گئی۔ اور کئی روشن اور کشادہ راہیں سامنے آتی رہیں۔ کئی مسائل آتے رہے، کئی حل نکلتے رہے۔ اور یہ ایسا اعجاز تھا جو جاری و ساری رہا۔ اور اس کام میں سب سے زیادہ نصرت کی توفیق نصیر شاہ صاحب کو عطا ہوئی۔ حضور نے فرمایا یہ بھی شاید اس دعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کرتا رہا کہ اے خدا "وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا" اور یہ نام کا نصیر جو کام کا بھی نصیر نکلا۔ حضور نے ان کے عجز و انکسار کا بھی ذکر فرمایا کہ ان کا سارا خاندان اس بات پر گواہ ہے کہ انہوں نے احمدیت کے رابطے سے خدا کی طرف سے اس طرح اعجاز اترتے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ جس طرح اس وقت دیکھے جب سے انہوں نے خدمت کا فیصلہ کیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت قرآنی "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" کے مضمون کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام انتظامات کے جائزوں کے دوران اس آیت قرآنی میں مذکور اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھا گیا کہ اپنی وسعت سے باہر قدم نہیں رکھنا۔ حضور نے فرمایا کہ ہر وہ بندہ جو وسعت سے آگے بڑھ کر بوجھ اٹھاتا ہے وہ نادان ہے اور خودکشی کرتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آخر ایک مقام آیا جب یہ فیصلہ کیا گیا کہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

پبلشر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۹/۲ ہجرت ۱۳۷۵ ہش

(قسط ۲ آخری)

ایڈز — قدرت کا ایک بھیانک انتقام

گزشتہ اقساط میں ہم ایڈز کی پھیلتی ہوئی خطرناک اور تاحال لاعلاج بیماری کے بارہ میں تفصیل سے عرض کر چکے ہیں۔ اور قرآن مجید کی روشنی میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ایڈز دراصل موجودہ دور کی بے حیائیوں اور بد اخلاقیوں کی پیداوار ہے جس میں شراب اور دیگر منشیات نے وہ کردار ادا کیا ہے جو کھاد اچھی زمین اور اچھے بیج کی موجودگی میں کرتی ہے۔ اس سے پیدا ہوا ایڈز کا زہریلا پودا جو آج پوری دنیا کو اپنی زہریلی گرفت میں لینے کے لئے بیتاب ہے۔

ہر طرف اسی امر کا شور برپا ہے کہ اس بیماری سے کس طرح بچا جائے۔ میڈیکل سائنس جلد سے جلد اس کا مستقل علاج ڈھونڈ لینے کے لئے بے چین ہے اور ہر ترقی یافتہ ملک کی نیت یہ ہے کہ ان میں سے جو بھی اس مصیبت کا حل تلاش کرے گا، مصیبت زدگان سے دل کھول کر اس کی قیمت وصول کر سکتا ہے۔ اس کے ہاں دولت کے ڈھیر لگ سکتے ہیں۔

دوسری طرف ہر ملک میں ایڈز سے بچاؤ کی تدابیر بھی مختلف ذرائع سے بتائی جا رہی ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جنسی ملاپ کے وقت ایڈز سے بچنے کے طریقوں کا استعمال کیا جائے۔ ایڈز زدہ اشخاص کے خون اور مادۂ منویہ سے بچا جائے۔ لیکن آج دنیا میں کوئی بھی تنظیم ایسی نہیں ہے جو اس بھولی بھٹکی دنیا کو ایڈز کی اس دہشتناک بیماری کی بنیادی وجہ بتا کر اس سے پرہیز کرنے کی طرف توجہ دلائے۔ سب شاخوں اور پتوں پر ہاتھ ڈال رہے ہیں، اس زہریلے درخت کو جڑ سے کاٹ ڈالنے کی کسی میں صلاحیت نہیں ہے۔

یہ بیڑہ آج سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے اٹھایا ہے۔ وہ مسیح موعود جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آج سے سو سال قبل قادیان کی مقدس بستی میں خدا کی طرف سے مبعوث کیا گیا تھا جس نے واضح طور پر اعلان کیا کہ دنیا گمراہیوں، ضلالتوں، بد اخلاقیوں اور بے حیائیوں میں اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اس لئے میں ان کو طرح طرح کے خدائی حملوں سے ڈراتا ہوں۔ یہ حملے کبھی سیلاب کی شکل میں ظاہر ہوں گے، کبھی زلزلوں کی شکل میں اور کبھی ہیبتناک بیماریوں کی شکل میں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس کے دور میں جب دنیا طرح طرح کی تاریکیوں میں پھنس جائے گی تو ایسی بیماریاں نازل ہوں گی کہ کبھی اس دور کے انسانوں کے اسلاف نے ان بیماریوں کا نام بھی نہیں سنا ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب العقوبات) چنانچہ مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری کا نام "موت ابیض" رکھا تھا جس کی تفصیل ہم گزشتہ اقساط میں بیان کر چکے ہیں۔

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے دور میں یہ بیماری طاعون کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ اور اب دوسری مرتبہ "ایک قسم کی طاعون" کی شکل میں نمودار ہوئی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سو سال قبل ظاہر ہونے والی طاعون کو خدائی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سزا سے بچنے کا واحد ذریعہ صرف یہ ہے کہ دنیا اس تعلیم پر ایمان لائے جو قرآن مجید کی روشنی میں آپ پیش فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ اس طاعون سے بچنا چاہتے ہیں وہ اس تعلیم پر عمل کریں جو آپ خدائی نور اور علم کی روشنی میں اہل دنیا کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ اس موقع پر آپ نے خدا کے حکم سے ۱۹۰۲ء میں ایک کتاب "کشتی نوح" کے نام سے تصنیف فرمائی جس میں واضح طور پر حکم الٰہی سے اعلان فرمایا کہ جس طرح سیلاب کے عذاب سے بچانے کے لئے حضرت نوح علیہ السلام نے ایک کشتی بنائی تھی جس میں بیٹھ کر آپ پر ایمان لانے والے لوگ سیلاب کے عذاب سے محفوظ ہو گئے تھے بالکل اسی طرح اس طاعون کے عذاب سے بچانے کے لئے میں قرآن مجید کی حسین تعلیم کو ایک محفوظ کشتی کی شکل میں پیش کرتا ہوں۔ اب جو مجھ پر ایمان لا کر اس کشتی میں بیٹھے گا طاعون کے عذاب سے محفوظ و مامون رہے گا۔ چنانچہ اس دور میں جن مبارک اشخاص نے آپ پر ایمان لا کر اس تعلیم پر عمل کیا تھا وہ سب طاعون کے عذاب سے محفوظ رہے۔ قادیان کے اردگرد دیہاتوں اور شہروں میں موتا موتی کا عالم تھا لیکن قادیان میں الہام الٰہی "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ" کہ جو تیری (تعلیم کی) گھر کی چار دیواری میں رہے گا میں اس کی حفاظت کروں گا۔ ایک بھی مخلص احمدی کی طاعون سے موت نہیں ہوئی۔

آج سے سو سال قبل جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاعون کے پھیلنے کی خبر دی تو ساتھ ہی یہ الہام ہوا "یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت سخت ہوگی"۔

(تذکرہ صفحہ ۔۔۔ طبع دوم)

اس "ایک قسم کی طاعون" کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفۂ برحق سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ بھی انشاء اللہ احمدیت کے حق میں ایک نشان بن جائے گی۔ حضور انور نے اس سال کے رمضان المبارک کے درس القرآن میں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:-

"یہ بیماری (ایڈز) بڑھ رہی ہے اور پھیل رہی ہے اور اندر ہی اندر ایک بم کی شکل اختیار کر رہی ہے۔ اور یہ بم ضرور پھٹے گا۔ اور غالباً اس صدی کے آخر تک پھٹے گا۔ اور جب یہ پھٹے گا تو پہلے سے بڑھ کر چونکہ زیادہ وسیع علاقے میں پھیلا ہوگا احمدیت کی تائید میں ایک نشان بن جائے گا اور انشاء اللہ اس کی وجہ سے کثرت سے لوگ احمدی ہوں گے۔ لیکن جماعت پر فرض ہے کہ پہلے وہ اس بات کو عام کرے اور دنیا کو متنبہ کرے۔ کیونکہ خطرناک بیماریوں اور وباؤں سے متنبہ کرنا ہر مذہبی آدمی کا بنیادی اخلاقی فرض ہے۔ اس کو بہرحال ادا کرنا چاہیئے۔ اس لئے یہ تنبیہہ کہ یہ سزا ہے اس سے بچو۔ اس کا علم احمدیوں کو اٹھانا چاہیئے۔ اور گرد و پیش کے لوگوں کو بتانا چاہیئے"۔

(درس القرآن رمضان المبارک فرمودہ ۳۱۔جنوری ۱۹۹۶ء)

سوال یہ ہے کہ اس علم کو ہم کس طرح اٹھا سکتے ہیں؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ:-

- تمام دنیا میں کشتی نوح کی تعلیم اور امام ہمام کے ارشادات کے ذریعہ ایڈز سے بچنے کی روحانی تدابیر کو عام کیا جائے۔ بداخلاقی و بے حیائی کے خاتمے کا جہاد شروع کیا جائے۔
- تمام دنیا میں ایڈز سے بچنے کی جسمانی تدابیر اور احتیاطوں کو عام پبلک میں پھیلایا جائے۔ اس وسیع ہندوستان میں ہی کروڑوں معصوم اور لاعلم افراد ایسے ہیں جنہیں اب تک اس بیماری اور اس کے پھیلنے کی وجوہات کا علم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صرف وطن عزیز ہند میں اب تک ۵۱ فیصد طوائفوں سمیت ساڑھے سترہ لاکھ لوگ ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ مہاراشٹر میں جو حاملہ عورتیں ہسپتالوں میں ڈلیوری کیلئے آتی ہیں ان میں سے ۲٫۵ فیصد میں ایڈز کے جراثیم ہوتے ہیں۔ (بحوالہ یو۔این۔آئی۔ ہند سماچار جالندھر ۱۵ اپریل ۱۹۹۶ء)
- تیسرا طریق یہ ہے کہ ایڈز زدہ افراد سے نفرت کی بجائے مکمل ہمدردی کے جذبات سے پیش آیا جائے۔ اس موقع پر درد میں مبتلا مخلوق کی سچی خدمت ہی دراصل حقیقی انسانیت کی علامت ہوگی۔
- اور پھر سب سے بڑی ہمدردی ایسے لوگوں سے یہ ہوگی کہ ان کیلئے دعا کی جائے کہ اللہ ان کو ہدایت بخشے، ان کی شفایابی کے سامان کرے اور باقی مخلوق کو بھی اس خوفناک بیماری کے شر سے بچائے۔ آمین ٭

(منیر احمد خادم)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524 - 649.

ارشادِ نبوی ﷺ
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
(سخت غصہ سے بچو)
(منجانب):-
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
۱۶۔ مینگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
AUTO TRADERS
فون نمبرز:-
۲۲۸۵۲۲۲
۲۲۸۱۶۵۲
۲۲۳۰۶۹۴

خطبہ جمعہ

سب سے بڑا سب سے خلوص کے ساتھ اور پیار کے ساتھ، کامل وفاداری کے ساتھ اور کامل سچائی کے ساتھ خدا کو بلانے والا "الداعی" حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
فرمودہ ۲ رفروری ۱۹۹۶ء مطابق ۲ رتبلیغ ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○

رمضان کے تعلق میں اس آیت کی پہلے بھی کئی بار تلاوت کی جا چکی ہے۔ اس کے مضمون پر مختلف پہلوؤں سے جماعت کو متوجہ کر چکا ہوں۔ اب جب کہ رمضان تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور اب ہم اس کے دوسرے حصے یعنی عشرے میں داخل ہو چکے ہیں تو جب دوسرا عشرہ لگ جاتا ہے تو عموماً تجربہ ہے کہ پھر تیزی سے رمضان آگے بڑھتا ہے جیسے ایک دن چل گیا ہو اور پندرہ دن تو پھر آگئے۔ اعتکاف کے دن شروع ہو جائیں گے اور اعتکاف آیا اور گیا پتہ نہیں چلتا کہ کب آیا اور کب نکل گیا تو جو دن باقی ہیں اگرچہ بظاہر بارہ کے مقابل پر ابھی اٹھارہ دن باقی ہیں مگر چونکہ اب دنوں کی رفتار اور راتوں کی رفتار بہت تیز ہو چکی ہے اس لئے اب جو کچھ بھی کرنا ہے ابھی کرلیں، دن تھوڑے سے رہ گئے ہیں۔ اور رمضان کے دن تو ویسے ہی اللہ نے فرمایا ہے "ایاماً معدودات" بڑی برکتوں والے ہیں اس پہلو سے "ایاماً معدودات" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مشکل ہے تو تھوڑے دن ہی ہے اصل معنی اس کا یہ ہے کہ اتنے اچھے دن مگر کتنے تھوڑے ہیں آئے اور نکل گئے تو اس لئے جو کچھ بھی کمانا ہے اس عرصے میں کما لو جو محنت کرنی ہے کر لو اور اس حد تک کما لو کہ سارا سال کام آئے۔

پس اس پہلو سے زیادہ راہ لیکر آگے بڑھو یہ مضمون ہے جو میں آپ کے اوپر بڑی وضاحت کے ساتھ کھولنا چاہتا ہوں اور اس تعلق میں اس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے "وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ" کہ جب میرے بندے تجھ سے یہ پوچھیں یا تجھ سے سوال کرتے ہیں میرے متعلق "فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ" میں تو قریب ہی ہوں "اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" میں ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ "فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ" وہ بھی میری باتیں مانیں "وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ" اور مجھ پر ایمان لائیں "لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ" تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔

سوال یہ ہے کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سوال کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے میرے متعلق تجھ سے پوچھتے ہیں اس حد تک تو بات درست اور سمجھنے والی ہے جس نے کوئی گھر دیکھا ہو اسی سے اس کا پوچھا جاتا ہے، اسی سے اس کے رستے کی تلاش میں مدد مانگی جاتی ہے جس نے کوئی گھر دیکھا ہی نہ ہو اس سے تو نہیں پوچھا جاتا۔ حضرت گوتم بدھ کے متعلق یہ آتا ہے کہ کچھ پنڈت ان کے پاس آئے جو ایک ایسے گاؤں کے رہنے والے تھے جو تمام ہندوستان میں پنڈت پیدا کرنے کے لحاظ سے چوٹی کا گاؤں تھا۔ اور انہوں نے حضرت گوتم بدھ سے کچھ سوالات کئے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ حضرت گوتم بدھ کے متعلق جیسا کہ عام انبیاء کے متعلق یہی طریق ہوتا ہے یہ مشہور ہو گیا تھا کہ وہ دہریہ ہیں، بے دین ہیں، خداؤں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ پس اس خیال سے ان کو دلچسپی پیدا ہوئی کہ ان سے انہوں نے سوال کیا تو بہت ہی پُر حکمت جواب دیا۔ انہوں نے کہا تم کس گاؤں سے آئے ہو۔ فلاں گاؤں سے اس لئے اگر کوئی شخص اس گاؤں جانا چاہے تو تم سے راستہ پوچھے گا، کسی اور سے تو نہیں پوچھے گا۔ اور جو کسی گاؤں کا رہنے والا نہ ہو، جس نے کبھی دیکھا تک نہ ہو اس سے کون رستے پوچھا کرتا ہے۔ تو وہ بات سمجھے۔ انہوں نے کہا پھر تم مجھ سے کیا پوچھنے آئے ہو۔ مراد یہ تھی کہ خدا کی باتیں مجھ سے پوچھتے ہو جس پر الزام یہ ہے کہ وہ خدا کا قائل ہی نہیں ہے۔ مگر پھر کہا کہ تم لوگوں کو تو اپنے گاؤں کا بھی نہیں پتہ۔ تمہارے پنڈتوں کو بھی اس کا رستہ نہیں آتا۔ میں اس ملک کا رہنے والا ہوں جو خدا کا ملک ہے میں اس ملک کا باشندہ ہوں جو بقا کا ملک ہے۔ میں وہاں کی خبر جانتا ہوں اور یہاں کی بھی جانتا ہوں اس لئے جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو۔ یہ بہت ہی پیارا گہرا کلام ہے قطعی طور پر ثابت کرتا ہے کہ حضرت بدھ علیہ السلام خدا کے پیارے پاکیزہ نبی اور خدا کی ہستی کے گہرے قائل بلکہ اس کے عرفان کے دعویدار تھے تو اس لئے جو جس ملک کا ہو، جس جگہ کا باشندہ، جس ذات کے ساتھ گہرا تعلق ہو اس کے متعلق اسی سے پوچھا جائے گا۔ یہ پہلو تو ہرگز تعجب انگیز نہیں وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ جب یہ میرے بندے تجھ سے پوچھتے ہیں تو اس پر تو کوئی اعتراض نہیں مگر وہ کہتا ہے میں قریب ہوں تو کیوں اس کو محسوس نہیں کر رہے؟ کیوں اس کے قرب کا احساس نہیں پیدا کرتے؟ رستے پوچھتے پھرتے ہو وہ تو ٹھیک ہے پوچھتے بھی اسی سے ہیں جو درست ہے اسی سے رستہ پوچھنا چاہئے تھا۔ مگر وہ وجود جو ہر وقت ساتھ رہتا ہو اس کے متعلق پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

"اجیبُ دعوۃ الداع اذا دعان" میں تو ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے بلاتا ہے اور یہ جو دعوت ہے یہاں یہ عام دعوت مراد نہیں۔ ایسی دعوت جس میں گہری سچائی پائی جائے، جس میں اخلاص ہو جس میں یقین ہو اس دعوت کا خدا جواب اس حد تک بھی دیتا ہے کہ فرماتا ہے جب وہ لوگ جو کشتیوں میں سفر کرتے ہیں نرم خو ہواؤں میں چلتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہوائیں بدل جاتی ہیں اس سے پہلے خدا کے قائل بھی نہیں ہوتے مگر اس وقت جب کہ موت سامنے کھڑی نظر آتی ہے جب ان کو غرقابی دکھائی دیتی ہے تو گھبرا کر پھر مجھے پکارتے ہیں میں پھر بھی ان کی سن لیتا ہوں، انہیں بچا لیتا ہوں۔ جانتے ہوئے کہ جب وہ ساحل کے امن تک پہنچ جائیں گے تو وہ اس وقت پھر اسی شرک میں مبتلا ہو جائیں گے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ تو خدا تعالیٰ کا سننا ایک قطعی ثابت شدہ حقیقت ہے یہاں تک کہ دہریوں کی بھی سن لیتا ہے مشرکوں کی بھی سن لیتا ہے اس سے زیادہ اور قریب کیا ہو سکتا ہے اور ہر موقع پر جبکہ بیچ میں کوئی اور راہ بتانے والا نہ ہو خدا وہاں موجود ہے تو اس پہلو سے توجہ یہ دلائی گئی ہے کہ میں تو ہمیشہ قریب ہوں تم مجھے دور نہ رکھو اتنا دور نہ رکھو کہ میرے متعلق تمہیں پوچھنا پڑے پوچھتے پھرو کہ میں کہاں ہوں پس ایسی ذات جو دور بھی ہے اور قریب بھی ہے تم چاہو تو اسے دور بھی بنا سکتے ہو چاہو تو اسے قریب بھی سمجھ سکتے ہو۔ میرا وعدہ ہے کہ اگر تم مجھے قریب سمجھو گے تو میں قریب ہو کر تمہیں دکھائی دوں گا تمہاری باتوں کا جواب دوں گا جیسے قریب بیٹھے کوئی شخص بولتا ہے تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسے بہت چیخنا نہیں پڑتا اسی مضمون میں ایک موقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے سفر کے ان ساتھیوں کو جو بہت اونچی آواز سے تسبیح و تحمید کر رہے تھے فرمایا ذرا تحمل سے کرو، آرام سے بات کرو، جس خدا کو تم پکارتے ہو وہ بہرہ تو نہیں ہے وہ دور تو نہیں ہے وہ سن رہا ہے۔ حالانکہ بسا اوقات بلند آواز سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کی اور تسبیح و تحمید میں بھی بلند آواز سے کام لیا مگر مراد یہ تھی کہ بعض دفعہ انسان محض دکھاوے کے لئے، رسم و رواج کے طور پر ایک مشغلہ بنا کر اونچی آوازیں کرتا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں تھیں اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مومن کو ہمیشہ معنی خیز کام کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں بامعنی بات، سچی بات، دل کی گہرائی تک سچی ہو اونچی آواز ہو تو وہ بھی ایک سچی وجہ سے اونچی آواز ہو۔ دھیمی آواز ہو تو وہ بھی ایک سچی وجہ سے دھیمی آواز ہو۔ مگر ضمناً یہ بھی تو بتایا کہ وہ تو ساتھ ہے تم دل میں بھی بات کرو گے تو وہ ضرور سن لے گا اور وہ جانتا ہے ہر بات پر نظر رکھتا ہے۔ پس انی قریب کا یہ معنی ہے اور جو اتنا قریب ہو اس کا قرب محسوس ہو اس کے متعلق یہ نہیں پوچھا جائے گا دیکھ کر کہیں ہے وہ کہاں ہے۔ پس یہ سوال ناجائز ہیں۔ یہ پہلو جائز ہے کہ آپ جانتے ہیں اس کے رستے کو ہمیں بھی وہ طریقے دکھائیں ہمیں بھی وہ سکھائیں گر جن پر چل کر جنہیں استعمال کر کے ہم اللہ کے ان معنوں میں قریب ہو جائیں جن معنوں میں آپ ہیں اور اس پہلو سے قریب کا معنی یہ ہوگا "اجیب دعوۃ الداع" آپ کی دعائیں وہ سنتا ہے آپ جب بھی اسے پکارتے ہیں وہ جواب دیتا ہے۔ ہم اپنی ذات پر فضل نازل ہوتے اس طرح نہیں دیکھ رہے پس وہ خدا جو قریب ہے اور ہم نے جان لیا آپ کے وجود پر غور کر کے کہ یقیناً قریب ہے اس کا

ہمیں تو بتایا ہی کہ کیسے اس تک پہنچنا ہے یہ اس پہلو سے اور معنی بن جاتے ہیں۔

اگر ایمان ہو تو استجابت یعنی خدا کی باتوں کے جواب میں لبیک کہنا ایک طبعی نتیجہ ہے

اس مضمون کے ایک پہلو سے دعوت عام ہے کہ ہر کوئی شخص مطمئن ہو جائے تسلی پا جائے کہ اس کا خدا دور نہیں ہے ہر وقت اس کے ساتھ ہے مگر اسے محسوس کرنا ہوگا دوسرا یہ کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ دعوتوں کا جواب ویسا آنا چاہئے جیسا کہ تم چاہتے ہو تو تم نے ٹھیک پوچھا ہے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں، اور آپ ہی کی زندگی کا لمحہ لمحہ اس بات پر گواہ ہے کہ میں قریب ہوں۔

پس "انی قریب" ان معنوں میں محمد رسول اللہ کی ذات کے حوالے سے یہ معنے دے گا کہ ان کو بتاؤ مجھے دیکھتے نہیں کھڑے جو پوچھ رہے ہو تمہیں پتہ نہیں کہ خدا میرے کتنے قریب ہے ہر وقت میری دعاؤں کو سنتا ہے، ہر پکار کا جواب دیتا ہے۔ پس اگر تم نے طریق پوچھنا ہے تو وہ طریق یہ ہے "فلیستجیبوا لی" اور خطاب ہے مگر چونکہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے کیا گیا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف سے ایک جواب دیا جا رہا ہے اور گویا آپ کو سنایا جا رہا ہے کہ تم یہی جواب دینا۔ جو اصل اور حقیقی جواب ہے میں تو اتنا قریب ہوں کہ جب بندے سے مخاطب ہوتا ہوں تو بیچ کے سارے سلسلے اڑ جاتے ہیں اور کوئی بیچ میں نہیں رہتا۔ اس لئے یہ نہیں فرمایا کہ تو جواب دے۔ فرمایا میں قریب ہوں، جواب خود ہی شروع کر دیا ہے اور اس مضمون میں اس کو آپ غور سے پڑھیں تو یہ ساری باتیں شامل ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ کہ جس شخص سے تم نے پوچھا درست پوچھا ہے مگر تمہیں پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ وہ خدا جو ہر وقت پاس رہتا ہے ہمیشہ قریب رہتا ہے اس کے متعلق یہ سوال نہیں پوچھا جا سکتا کہ وہ کہاں ہے۔ پس ابتدائی سوال کے لحاظ سے جس میں خدا کی ہستی کے متعلق سوال ہوا ہے کہ کہیں ہے تو کہاں ہے؟ کیسے مل سکتا ہے؟ اس کے جواب میں قریب کا یہ معنی بنے گا کہ تم عجیب لوگ ہو، میں تو ہر وقت تمہارے ساتھ رہتا ہوں اور تم میرے متعلق پوچھتے پھر رہے ہو مگر جس سے پوچھا ہے وہ گواہ ہے اس بات کا کہ "انی قریب" اور اس کی گواہی اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ "اجیبُ دعوۃ الداع اذا دعان"۔

یہاں ان معنوں میں "دعوۃ الداع اذا دعان" میں "الداع" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بن جاتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر سب سے خلوص کے ساتھ اور پیار کے ساتھ کامل وفاداری کے ساتھ اور کامل سچائی کے ساتھ خدا کو بلانے والا "الداع" حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور اس لحاظ سے یہ معنی بالکل ٹھیک بیٹھتے ہیں کہ "اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" جس کے پاس تم آئے تھے اس کو دیکھو قرب کے معنے کیا ہیں۔ وہ جب مجھے بلاتا ہے میں اس کا جواب دیتا ہوں "فلیستجیبوا لی" اب دیکھیں وہ ضمیر سب انسانوں کی طرف پھیر دی، ایک دعوت والے کا ذکر فرما کر "فلیستجیبوا" پس اے میرے متلاشیو! تم میرا جواب دو محمد رسول اللہ مجھے اس لئے پیارے ہیں کہ میری ہر بات کا جواب لبیک کہتے ہوئے دیتے ہیں۔ ایک بھی میری ہدایت نہیں ہے جسے انہوں

نے پورا نہ کیا ہو ان کا تو کامل وجود میری رضا کا مظہر بن چکا ہے سر سے پاؤں تک میری رضا پر ان کی نظر ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" اے محمد! تو اعلان کر دے بتا دے کہ تو میرے کتنے قریب ہے۔ یعنی بندے کا بھی تو قریب ہونا ضروری ہے وہ قرب یہ ہے کہ "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ" میری تو نمازیں، میری عبادتیں، میری قربانیاں، میرا تو مرنا جینا کلیتہً خدا کا ہو چکا ہے پس "فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ" کا یہ معنی ہے، اس طرح وہ میری باتوں کا جواب دیں جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم میری باتوں کا جواب دیتے ہیں اور انہی سے تم پوچھ رہے ہو انہی کا حوالہ ہے کہ ان سے سیکھو اگر ایسا کرو گے تو تم "وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ" دوسری شرط لگائی ہے یہ ایمان ہے محض فرضی ایمان کوئی حقیقت نہیں رکھتا پس وہ مجھ پر حقیقی معنوں میں ایمان لائیں۔

اب اس مضمون کا "یستجیبوا" کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اس پر روشنی ڈالی ہے اور بڑی اہمیت دی ہے اس بات کو کہ تم اپنے ایمان کو پرکھتے رہا کرو اگر ایمان ہو تو استجابت یعنی خدا کی باتوں کے جواب میں لبیک کہنا ایک طبعی نتیجہ ہے اس کے لئے کسی منطق کی ضرورت نہیں زور لگانے کی ضرورت نہیں وہ از خود قاعدے کی طرح خود بخود ایک نتیجہ پیدا کرے گا اور وہ ہے خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تم تو جانوروں پر بھی زیادہ ایمان لاتے ہو اس کے مقابل پر جتنا خدا پر ایمان لاتے ہو۔ فرمایا دیکھو سانپ کا بل ہو اور اس میں سانپ تمہارے سامنے داخل ہوا ہو کبھی جرأت ہو گی کہ اس میں انگلی ڈالو؟ یا زہر کے متعلق معلوم ہو کہ یہ زہر ہے اور زہر قاتل ہے اور اسے اور جس طرح میٹھے کی ایک مٹھی بھر کے بعض دفعہ منہ میں ڈال لیتے ہو اور اس کو پکڑو اور مٹھی بھرو اور منہ میں ڈال لو کیا یہ ممکن ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ تمہارا ایمان سچا ہے پس جب ایمان سچا ہو تو جس ذات پر ایمان ہے اس کے تقاضے کوشش سے نہیں بلکہ بے اختیاری سے پورے ہوتے ہیں انسان چاہے بھی تو سانپ کے سوراخ میں انگلی نہیں ڈال سکتا اگر زبردستی اس کی انگلی پکڑ کر ڈالنے کی کوشش کی جائے گی تو بہت زور لگائے گا، بہت جھگڑا کرے گا۔ ناممکن ہے کہ جب تک اس کے اندر طاقت ہو وہ آخری وقت تک اس سے بچنے کی کوشش نہ کرے۔ یہاں تک کہ بے اختیار ہو کر نڈھال ہو کر جا پڑے۔

یہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ کھولا ہے تو استجابت اور ایمان کا یہ تعلق ہے اور اس آیت میں بیان ہو رہا ہے "فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ" حالانکہ بظاہر یہ دکھائی دیتا ہے کہ ایمان پہلے آیا ہے پھر استجابت ہے اور ہے یہی بات مگر استجابت کا دعویٰ دائر کرنے والوں کے لئے خدا کو ڈھونڈنے میں سچے لوگوں کی علامت کے طور پر یہ بتایا ہے کہ وہ لوگ جو واقعتہً خدا کی طلب میں سچے ہوتے ہیں وہ اپنے اعمال سے پہچانے جاتے ہیں اور وہ اعمال گواہی دیتے ہیں کہ وہ ایمان لا رہے ہیں ورنہ محض ایمان گواہی نہیں دیا کرتا کہ کسی کے اعمال سچے ہیں ایمان سچا ہو تو وہ اندر کی بات ہے کیا پتہ کیسا ہے لیکن جو اعمال اس ایمان کے نتیجے میں ظہور میں آتے ہیں وہ تو سب دنیا کو دکھائی دیتے ہیں تو ٹھیک ہے انسان دعویٰ کرے کہ میں خدا کی تلاش میں سچا ہوں لاکھ یہ کہے کہ میں مومن ہوں ایمان دار ہوں جب تک اعمال کی گواہی ساتھ نہ ہو اس وقت تک اس کے ایمان کی سچائی کے اوپر کوئی دلیل نہیں ہے۔

وہ لوگ جو واقعتہً خدا کی طلب میں سچے ہوتے ہیں وہ اپنے اعمال سے پہچانے جاتے ہیں اور وہ اعمال گواہی دیتے ہیں کہ وہ ایمان لا رہے ہیں ورنہ محض ایمان گواہی نہیں دیا کرتا

تو اگر یہ معنی "اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے حوالے سے کئے جائیں کہ میں دیکھو "الداع" کی اس بلانے والے کی آواز کو ہمیشہ جواب دیتا ہوں جس کی طرف تم آئے ہو تو پھر دوسرے معنے اس کے یہی بنیں گے "فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ" پس تم جس طرح یہ میرے لئے ہر بات پہ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور گردن جھکا دیتا ہے تم بھی ویسا ہی کرو "وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ"۔ تب تم حقیقت میں ایمان لانے والے کہلاؤ گے ہو پھر تم جو ایمان لاؤ گے وہ مقبول ایمان ہو گا یہ باتیں ان کو سمجھانے۔ "لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ" تاکہ وہ عقل کریں وہ سمجھیں کہ سچائی کی حقیقت کیا ہے۔

پس اس پہلو سے رمضان کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں اور یہاں جس خدا کا ذکر ہے کہ میں قریب ہوں میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ رمضان میں یہ قریب تر آجاتا ہے پس یہاں قریب کا ایک اور معنی بھی ہے کہ اگرچہ ہمیشہ قریب ہوں مگر بعض دن قربت کے ہوتے ہیں بعض وصال کے دن آجایا کرتے ہیں وصال کے موسم ہوتے ہیں بہار کے بھی موسم ہوتے ہیں فراق کے بھی موسم ہوتے ہیں۔ پس فرمایا کہ یہ موسم میرے ملنے کا موسم ہے یہ وہ موسم آیا ہے جب میں قریب ہوں پس اس قرب کے دور میں جو زاد راہ آپ نے کمانا ہے وہ خدا خود ہے کیونکہ اگر خدا کما لیں گے تو باہر سال وہ آپ کا بنا رہے گا اور گزشتہ سال کی نسبت آپ کو سارا سال زیادہ قریب محسوس ہوگا اور یہ قرب جو ہے یہ کسی ایک مقام کا نام نہیں بلکہ ہمیشہ ایک بڑھتے رہنے والے متحرک مقام کا نام ہے جسے ایک جگہ قرار نہیں ہے۔ آگے بڑھ رہا ہے۔ پس قربت کا مضمون لامتناہی ہے۔

الٰہی قربت سے مراد یہ ہے کہ میں ہمیشہ قریب رہوں گا لیکن جب تم استجابت کرو گے میری باتوں کا جواب دو گے تو ایک اور ایمان تمہارے اندر پیدا ہو گا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ایمان کے مضمون کو بڑی شان اور وضاحت کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں انسان کو پتہ نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ میرے تعلقات کسی سے درست ہیں مگر جب حقیقت میں درست ہوتے ہیں تو ان تعلقات میں سے ایک اور روشنی پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ تعلقات ایک اور شان کے ساتھ قائم ہو جاتے ہیں جو خواب میں سوتے ہوئے سمجھ رہا ہے کہ میں جاگا ہوا ہوں اس کو بھی تو ایک ہوش ہے مگر جب جاگنے کے بعد اسے ہوش آتی ہے تو وہ اور ہی قسم کی ہوش ہوتی ہے۔ لیکن جہاں تک خدا کا تعلق ہے ہم ہمیشہ ہی سوئے رہیں گے اور ہمیشہ ہی جاگتے رہیں گے اور ہمارا جاگنا ایسا ہی ہو گا جیسے خواب کے اندر سلسلہ بسلسلہ ہم جاگتے چلے جا رہے ہیں اور وہ کبھی کبھی ختم نہیں ہو سکتا پس خدا تعالیٰ کا تصور اس کا عرفان اس کے قرب

خُلق کمانے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر اپنی رضا کی گردن اس کے سامنے جھکا دیں

ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور جتنا عرفان بڑھتا ہے اتنا وہ قریب ہوتا ہے۔ جتنا عرفان بڑھتا ہے اتنا ہی حقیقت میں ایمان بڑھتا ہے کیونکہ عرفان اور ایمان کا آپس میں گہرا جوڑ ہے یہ دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں الگ الگ کی بھی جاتی ہیں مگر درحقیقت الگ الگ ہونی نہیں چاہئیں کیونکہ ایک چیز جس کی صفات کا آپ کو علم نہ ہو اس پر ایمان بھی ہو تو وہ کافی نہیں ہے ایک جنگل کا پھل آپ دیکھتے ہیں بہت خوبصورت دکھائی دیتا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہے دل چاہتا ہے آپ توڑ کر اسے کھائیں ایمان تو ہے کہ یہ پھل ہے خوبصورت بھی ہے لیکن یہ نہیں پتہ کہ وہ کیوں کڑوا ہے کسیلا ہے یا میٹھا ہونے کے باوجود کبھی زہریلا ہے۔ یہ جو دوسرا پہلو ہے اس کو عرفان کہتے ہیں۔ یہ علم ہی کی ایک قسم ہے لیکن وہ علم جو آہستہ آہستہ گہرائی میں اترتا چلا جاتا ہے اسے عرفان کہا جاتا ہے ورنہ حقیقت میں علم ہی کی شاخیں ہیں سب تو علم کے بغیر اور عرفان کے بغیر خدا تعالیٰ پر ایمان مکمل ہو ہی نہیں سکتا اور نہ اس سے انسان پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے پس "فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی" میں یہ دوسرا ایمان یہ معنی بھی رکھتا ہے کہ وہ میری باتوں کا جواب دیں گے تو ایک اور ایمان ان کو نصیب ہوگا میں نسبتاً زیادہ قریب آؤں گا اور یہ قربت جو ہے یہ نہ ختم ہونے والی ہے بعض دوریاں بھی نہ ختم ہونے والی ہوتی ہیں بعض قربتیں بھی نہ ختم ہونے والی ہوتی ہیں۔ جہاں تک انسان کا تعلق ہے انسان کو بھی یہ تجربے ایک دوسرے سے تعلقات میں ہوتے رہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا قرب دکھائی دیتا ہے کہ بہت قریب ہیں لیکن پھر بھی اس ذات میں اور قرب چاہنے والے کے درمیان ایک فاصلہ رہتا ہے اور جوں جوں وہ ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھتے ہیں ایک دوسرے سے قریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ کسی انسان کی کتنی گہرائی ہے۔ جتنی طبیعت میں گہرائی ہوگی اتنا قرب رفتہ رفتہ ملے گا اور یک وقت یہ نہیں کہہ سکتے کہ مجھے فلاں شخص کا قرب نصیب ہو گیا ہے اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے وہ قریب تر ہوتے ہوئے بھی تو اتنا دور ہے کہ اس کے متعلق لوگ پوچھتے پھرتے ہیں۔ اس سے صاف پتہ چلا کہ قرب سے مراد کوئی ایک ایسا مقام نہیں ہے جو حاصل ہو گیا، آپ نے پکڑ لیا اور قرب چیز ہاتھ آگئی۔

قرب کی اتنی منازل ہیں کہ قریب ہونے کے باوجود دکھائی نہیں دیتا، سنائی نہیں دیتا اس کا شعور پیدا نہیں ہوتا اس پر ایمان نہیں آتا اور قرب پھر بھی ہے جب شعور پیدا ہوتا ہے تو ایمان بڑھنے لگتا ہے وہ حقیقت میں کچھ اور قریب ہونے لگتا ہے اور یہ قرب ایسا نہیں کہ چیز چیز سے ٹکرا گئی اور بات ختم ہو گئی یہ قرب ایسا ہے جو لامتناہی سفر ہے، کبھی نہ ختم ہونے والا اور اسی کے لئے سیر فی اللہ کا مضمون قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے تو ایک سیر ہے جو کسی جگہ پہنچ کر کسی چیز کو دیکھا جاتا ہے اس کا نظارہ کیا جاتا ہے ایک سیر ہے جو ڈوب کر ہوتی ہے تو سیر فی اللہ کا جو محاورہ ہے اس میں یہی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ڈوب کر اس سے زیادہ قریب تو ہو نہیں سکتے کہ کسی کی ذات میں ڈوب جاؤ مگر وہاں پہنچ کر انسان

قرب کے بعد تمہیں یہ سمجھ آئے گی کہ منزل آ نہیں گئی منزل کی طرف سفر شروع ہوا ہے اور یہ وہ سفر ہے جو غیر متناہی سفر ہے اس کا کوئی کنارہ نہیں ہے کیونکہ غرق ہونے کے بعد ایک ایسی ذات میں غرق ہونے کے بعد جس کی کوئی اتھاہ نہیں جس کی کوئی آخری حد نہیں ہے کوئی نیچے ایسی چٹان نہیں کہ پہنچ کے آپ کہہ دیں کہ یہ اس کی آخری حد تھی بلکہ اس کی گہرائی لامحدود ہے کوئی مقام نہیں جہاں پہنچ کے پاؤں لگ سکیں انسان کے۔

پس اس پہلو سے قرب کے معنی جو ہیں وہ یہ ہوں گے کہ وہ جب میری باتوں کا جواب دیں گے تو ان کا مجھ پر ایمان ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔ ایمان بڑھنا یہاں ان معنوں میں ہے کہ عرفان بڑھتا رہے گا۔ ایمان بڑھنا یہاں ان معنوں میں ہے کہ میری ذات کا علم ان کو ایسا نصیب ہوگا کہ ہر دفعہ وہ کہیں گے ہیں! یہ خدا تھا ہم تو دھوکے میں رہے۔ ہم تو کچھ اور سمجھتے رہے لیکن اللہ یہ بھی ہے اور یہ بھی ہے اور یہ بھی ہے اور یہ بھی ہے ایک ایسی خوبصورت وادی کا سفر جو نہ ختم ہونے والا جو ہر موڑ پہ ایک نیا حسن دکھائے اس سفر کی طرف اشارہ ہے "ولیؤمنوا بی" استجابت کریں، میری بات مانیں گے تو دیکھیں، ان کو پتہ تو لگے کہ ایمان کیا ہوتا ہے پھر وہ مجھ پر ایمان لائیں گے اور وہ ایمان جو ہے وہ نہ ختم ہونے والا ہے "کل یوم ھو فی شان" پھر وہ مجھے دیکھیں گے کہ میری تو ہر دن ہر لحظہ جو ان پر گزرتا ہے شان بدلتی چلی جا رہی ہے ایک شان کے ساتھ میں آج ان پر طلوع ہوا ہوں، ایک نئی شان کے ساتھ کل طلوع ہوں گا۔ جب ہر لحظہ شان بدلے گی تو علم کامل ہو ہی نہیں سکتا مگر علم صحیح رُخ پر رواں ہو سکتا ہے اس سے زیادہ انسان کو کوئی طاقت نہیں اس سے زیادہ وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے عرفان یا اس کے علم کے سفر میں انسان غرق ہو جائے اور آگے بڑھتا چلا جائے یہاں تک کہ وہ خود راہنمائی کرکے ہاتھ پکڑ کر پھر اپنی طرف لے کر جائے۔

اب یہ عجیب بات لگتی ہے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف لے جانا مگر قرآن کریم یہی فرماتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے روحانی سفر کے متعلق "اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ" کہ اللہ نے محمد رسول اللہ کا گویا ہاتھ پکڑا، ہاتھ پکڑ کر وہ ایک سفر پر ساتھ روانہ ہوا جو خدا کی طرف کا سفر تھا تو ظاہر بات ہے کہ اس میں جسمانی سفر مراد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ کوئی شخص کسی کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے وہ اپنی طرف اس کو روانہ کر ہی نہیں سکتا۔ مگر اگر لامحدود ذات ہو اور اس کی ذات کے اندر کا سفر ہو تو وہ ہاتھ پکڑنے والا جہاں ہاتھ پکڑتا ہے وہاں بھی ہے اور اپنی جن گہرائیوں کی طرف لے کر جا رہا ہے وہاں بھی ہے۔ پس وہ ہاتھ پکڑتا ہے اور اپنی ذات کے اندر کا ایک سفر شروع کراتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا پس ان معنوں میں "ولیؤمنوا بی" کے مضمون کو آپ سمجھیں تو فرمایا "لعلھم یرشدون" یہ حقیقت لوگ سمجھ جائیں تو پھر وہ ہدایت پا جائیں گے ہو سکتا ہے وہ ہدایت پا جائیں "لعلھم" ان کے لئے امکان پیدا ہوگا۔

پس اس رمضان مبارک میں یہ مزے چکھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ عبادتوں کا کیا مقصود ہے؟ بھوکا رہنا کیوں ہے ورنہ خالی بھوکے رہنے سے اور تکلیف رہنے سے تو خدا کو کوئی مزہ نہیں آتا۔ وہ تو رازق ہے وہ تو جب اپنے بھوکے بندے کو کھانا کھاتے دیکھتا ہے تو جو لذت بھی خدا کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے وہ محسوس فرماتا ہے یہاں تک کہ لوگوں سے

ندامت سے کہ وہ سوال کرے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کیوں نہ کھلایا۔ گویا ایسی لذت محسوس کرتا ہے گویا بھوکا کھاتے وقت محسوس کر رہا ہو۔ ہم تو ہر بھوکے کی ذات میں ڈوب کر اس کی بھوک کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے اس بھوک کے مٹنے پر اس کی لذت کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ مگر وہ ذات جو ہر جگہ ہے ہر کیفیت سے واقف ہے وہ جانتی ہے کہ بھوک کیا تھی۔ وہ ذات جانتی ہے کہ بھوک مٹنے پر جو لطف آیا ہے یا سکون نصیب ہوا ہے وہ کیا چیز ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی جہاں اس حد تک باریک نظر ہو اپنے بندوں پر کہ ان کی بھوک بن جائے، ان کی سیری خدا کی سیری ہو جائے اس ذات کے متعلق یہ کہنا کہ ہم نے اسے حاصل کر لیا ہم جان گئے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ یہ تو تجربہ ہوگا تو پتہ چلے گا، رفتہ رفتہ اس میں سفر ہوگا۔

خدا کو اس طرح کمائیں کہ وہ قریب دکھائی دینے لگے اور ایسا قریب ہو کہ اس کی قربت کے اثرات آپ کی ذات میں ظاہر ہوں

پس رمضان کے مہینے میں آپ کو بھوکا رکھنے سے کیا مزہ اٹھا سکتا ہے جو خود بتا رہا ہے کہ میں تو تمہاری بھوک مٹا کے لطف اٹھاتا ہوں۔ آپ کو بیمار کر کے کیسے وہ مزے اڑا سکتا ہے جبکہ وہ خود کہتا ہے کہ میں پیاسے کی پیاس بجھاتا ہوں، ننگے کو کپڑے دیتا ہوں، جس کی چھت نہیں ہے اس کے لئے چھت کا سامان کرتا ہوں اور جو ایسا کرتا ہے وہ گویا میری خاطر ایسا کرتا ہے، مجھے دیتا ہے۔ پس یہ مہینے میں بھوک اور تکلیف سہنے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ خود بنی نوع انسان کی تکلیف کو سمجھتا ہے اور جس حد تک سمجھتا ہے اس حد تک کوئی اور ذات سمجھ نہیں سکتی۔ تکلیفوں کے دور ہونے کا لطف جو خدا کو علم ہے دنیا میں کسی اور ذات کو علم نہیں تو ہمیں بھی اپنے عرفان کی خاطر ان باتوں میں سے گزرنا ہے۔ اور عرفان الٰہی کا ایک یہ بھی مضمون ہے کہ جیسے خدا اپنے بندوں کے حال پر گہری نظر رکھتا ہے ان کی بھوک پر بھی نظر رکھتا ہے، ان کی پیاس پر بھی، ان کی غربت پر بھی، ان کی بھوک مٹنے کے لطف بھی جانتا ہے۔ پیاس بجھنے کے لطف بھی جانتا ہے، غربت سے امیری کی طرف سفر کی جو لذتیں ہیں ان سے بھی آشنا ہے۔ اس خدا کی طرف تم نے حرکت کرنی ہے تو وہ طریق اختیار کرو۔ اس لئے جو بھوک ہے وہ خدا تعالیٰ کی مزید عرفان کی خاطر ہے اور نہیں، وہ عرفان اپنی ذات کے حوالے سے دیا جا رہا ہے ورنہ خدا کو ہم بذات خود پہچان سکتے ہی نہیں کیونکہ وہ ذات ہی الگ ہے۔ "لیس کمثلہ شیء" اس جیسی تو ذات ہے ہی نہیں۔ پس خدا کے پہچاننے کے ڈھنگ بھی دیکھیں کتنے پیارے ہیں۔ ہمیں ہمارے حوالوں سے سکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ دیکھو تم جب بھوکے رہو گے تو اس بھوک کے نتیجہ میں تمہیں اپنے بھائی کی تکلیف کا احساس ہوگا اور پھر اس وقت تمہیں یاد آنا چاہئے کہ خدا کو احساس ہے اور وہ بھوک تو بھوک کی خاطر نہیں ڈالتا بلکہ اس سے اور بہت سے عظیم مقاصد ہیں جو حاصل ہوتے ہیں۔ اور بھوک اور تکلیف کے نتیجہ میں اگر وہ خدا کی خاطر برداشت کی جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سفر شروع ہو جاتا ہے اور انسان ذرائع سے اپنے آپ کو مزید چمکاتا ہے اس کو اہل بنا دیتا ہے کہ وہ خدا کا قرب حاصل کر سکے۔

جس کو غریب کی خدمت کی لذت آ جائے ناممکن ہے زندگی بھر پھر وہ لذت اس کا ساتھ چھوڑ دے

پس جب رمضان شریف میں ایک انسان کسی غریب بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اور اس کی لذت محسوس کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بھوک کیا ہے۔ پہلے بھی جانتا تھا مگر پہلے علم اور تھا اب ایک ایسا روزہ رکھا ہے کہ جس نے اب جو وہ بھوک کو پہچاننے لگا ہے ویسا پہلے نہیں پہچانتا تھا وہ کسی کو کھلاتا ہے اور خدا کی خاطر کھلاتا ہے۔ تو خدا نے جو بھوک کی تکلیف کا ذکر فرمایا کہ میں محسوس کر رہا تھا اور بھوک مٹنے کی خوشی کا اظہار فرمایا بعض لوگوں سے کہے گا تم نے مجھے کھانا کھلایا تھا جب میں بھوکا تھا تو یہ مراد ہے یہ دونوں تجربے آپ کو رمضان میں دیکھیں کس شان اور صفائی کے ساتھ اور کس گہرائی کے ساتھ حاصل ہو سکتے ہیں۔

لیکن اگر یہ نہ ہو بلکہ افطاریاں کرانا ایک رسم بن جائے اور نام و نمود کا ذریعہ ہو جائے تو یہ رمضان بالکل فضول، خالی خالی چلا جائے گا۔ نہ آپ کو اللہ کا عرفان نصیب ہوگا، نہ اس کے وہ فوائد ملیں گے، نہ اس کے نتیجے میں قرب الٰہی کا احساس پیدا ہوگا۔ کیونکہ رمضان کمانا ہے تو اس طرح کمائیں جیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمایا اور آپ سے بڑھ کر قربت کسی نے کمائی نہیں اگرچہ یہ بھی خدا کا فضل ہی تھا جو آپ کو عطا ہوا۔ مگر قربت کمانے کے بھی تو کچھ راز ہوا کرتے ہیں، کچھ ڈھنگ ہوتے ہیں بیٹھے بٹھائے تو قربت نہیں کمائی جاتی۔ آپ سمجھتے ہیں، حسن ایسی چیز ہے جس میں کوئی محنت نہیں از خود اس کے نتیجے میں ایک شخص دوسروں کو قریب کر لیتا ہے مگر روحانی حسن کمانے پڑتے ہیں یہ یاد رکھیں خَلق اور خُلق میں ایک نمایاں فرق ہے۔ خَلق تو وہ تحفہ ہے جو بنا بنایا آپ کو نصیب ہو گیا اور خُلق میں سے ہر خُلق کی قیمت دینی پڑتی ہے۔ پس باوجود اس کے کہ بعض لوگ اعلیٰ اخلاق کی صلاحیتیں لے کے پیدا ہوتے ہیں مگر یہ خیال غلط ہے کہ ان کے خُلق کی ان کو قیمت نہیں دینی پڑتی ہے۔ ہر خُلق کے بدلے کوئی قربانی کرتے ہیں۔ اور خُلق نام ہے مسلسل قربانی کا۔ مسلسل ایثار کے بغیر آپ کو خُلق کا معنی سمجھ آ ہی نہیں سکتا۔ ایک آدمی کسی ناپسندیدہ بات کو دیکھتا ہے اگر بے اختیار اس کا ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے گالی منہ سے نکلتی ہے مشتعل ہو جاتا ہے، کبھی ہاتھ اٹھا بیٹھتا ہے، کبھی کسی اور ایسے طریق پر اس کو ذلیل اور رسوا کرتا ہے کہ اس کے دل کی بھڑاس نکل جائے۔ اس کو خُلق تو نہیں کہتے۔ یہ تو بنیادی بہیمیت ہے وہ فطرت ہے جو Raw حالت میں ہے جو اپنی کچی حالت میں ہے۔ خُلق کے لئے قربانی دینی پڑتی ہے۔ ایسا شخص جب برداشت کرتا ہے تو بسا اوقات دیکھنے والے کو پتہ بھی نہیں کہ اس کے دل پہ بھی تو کچھ گزر رہی ہے وہ بھی محسوس کر رہا ہے، محسوس ہونے کے باوجود برداشت کرتا ہے۔ تو دیکھیں ایک دیکھنے والے کے نزدیک تو کوئی آواز ہی نہیں آئی، جب کہ ایک آدمی بیٹھا رہا ہے کہتے ہیں یہ بڑا حلیم ہے اس نے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کیا مگر اس مظاہرے کے دوران اندر اس کے کیا کیفیت تھی یہ آپ کو کیا پتہ لگ سکتا ہے۔

خُلق میں اگر آپ تفصیل سے غور کریں گے اپنے تجربات پر غور کریں گے تو لازماً آپ کو دکھائی دے گا کہ ہر خُلق کے اندر ایک مشقت اور محنت ہے اور بغیر محنت کے خُلق کمائے نہیں جاتے۔ پس یہ کہہ دینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے صلاحیتیں زیادہ بخشی تھیں اس لئے آپ نے تو اوپر آنا ہی تھا۔ جتنی صلاحیتیں آپ کو بخشی ہیں آپ نے ان کو استعمال کر لیا ہے؟ کیا اپنی استعداد کے مطابق آپ خلیق ہو گئے ہیں ان معنوں میں کہ آپ کو جو استعدادیں ملی تھیں آپ نے ان کو اس طرح زیر نگیں کر لیا اور ہر لمحہ اپنے جذبات کے حوالے سے آپ نے قربانیاں دے دے کر اپنے آپ کو چمکایا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر تو ٹھیک ہے کہ آپ کہیں کہ جہاں تک ہم پہنچ سکتے تھے ہم پہنچ گئے جہاں تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیع تر اخلاق کی صلاحیتیں بخشی گئی تھیں بلکہ یہ بھی درست ہے کہ آپ اس کنارے تک پہنچے ہیں، اپنی حدود کے آخری کناروں کو چھوا ہے اور اس سفر کے لئے بے انتہا قربانیاں دی ہیں۔ ایک ایک لمحہ آپ کا خلوص

کماتے ہوئے گزرا ہے تب جا کے وہ معراج نصیب ہوا جس کو لوگ دیکھتے ہیں اور عش عش کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ پس ہر شخص کا اپنا بھی تو ایک معراج کا مقام ہے۔ ہر شخص کو جو صلاحیتیں بخشی گئی ہیں ان کو اگر بروئے کار لائے ان کا حق ادا کرے، ان کا حق ادا کر دے سکتا ہو تو ہر شخص سے ایک خوبصورت وجود رونما ہوگا جو ایک خلق آخر کہلائے گا اور یہی خلق کمانا ہے اس مضمون کو سمجھے بغیر آپ خلیق بن ہی نہیں سکتے، خلق کما ہی نہیں سکتے۔ پس صلاحیتیں سب کو بخشی گئی ہیں لیکن یہ مضمون ہے "فلیستجیبوا لی" کہ خلق کمانے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر اپنی رضا کی گردن اس کے سامنے جھکا دیں۔ اور اس سے بہتر خلق کمانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے جب رضائے باری تعالیٰ کی خاطر آپ ایک کام کرتے ہیں تو قطع نظر اس سے کہ آپ کو خلق کی تعریف آتی بھی ہے کہ نہیں آتی آپ خلیق ہو رہے ہوں گے۔ دن بدن آپ زیادہ با اخلاق ہوتے چلے جائیں گے۔ پس اس کے لئے کسی علم کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بہت لطف کی بات جو اس آیت میں ہمیں سمجھا دی گئی ہے کہ تم سے پوچھا ہے اس کی پھر ادائیں بھی تو سیکھو۔ یہ مونہہ سے کہہ دینا تو آسان ہے کہ قرب الٰہی خدا ہر جگہ ہے ہم ہر وقت خدا کے قریب ہیں تو اب جس سے پوچھ بیٹھے ہو اب اس کی ادائیں بھی دیکھنی ہوں گی۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ قریب ہے تو کن معنوں میں قریب ہے۔ ان معنوں میں قریب ہے کہ ہمہ وقت، ہر لمحہ وہ محمد رسول اللہ کے ساتھ ہو رہا ہے ایک لمحہ بھی جدائی کا نصیب نہیں ہوا اور اس لئے ہوا ہے کہ ہر لمحہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے استجابت سے کام لیا ہے یعنی خدا کی باتوں پر لبیک لبیک اللھم لبیک کہا ہے۔ اپنے سارے وجود کو ایک سواری جس طرح اپنے آپ کو سوار کے حضور پیش کرتی ہے۔ آپ نے اللہ کی رضا کو اپنی جان پر سوار کر لیا اور اس سواری کے خوب حق ادا کئے۔ یہ کرو گے تو پھر "فلیؤمنوا بی" پھر تمہیں ایک عجیب ایمان نصیب ہوگا۔ ایک ایسا عرفان نصیب ہوگا اس وقت تم کہو گے کہ ہیں ہیں! ہم تو یونہی سوئے ہوئے تھے۔ جاگے تھے تو خواب ہی میں جاگے تھے اب پتہ چلا ہے کہ خدا ہے کیا؟ اب سمجھے ہیں کہ قرب اس کو کہتے ہیں۔

پس قرب کی خاطر اس مہینے میں جب خدا قریب تر آیا ہوا ہے یعنی ہماری پہنچ کے نزدیک ہے اب اسے ایسا پکڑ لیں کہ پھر وہ سارا سال اس سے پیچھے نہ ہٹ سکے۔ یہ وہ بات ہے جس کی طرف میں آپکو خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اگلا جمعہ جو آئیگا اس وقت تک رمضان اپنے نصف سے پلٹ کر دوسرے نصف کیطرف ڈھل چکا ہوگا۔ اور اس سے اگلا جمعہ جو آئیگا تو ہم ان راتوں میں آئینگے۔ جبکہ سب کو لیلۃ القدر کی تلاش ہوتی ہے گہما گہمی ہوتی ہے مسجدیں بھر جاتی ہیں وہ نمازی بھی جو کبھی دیسے توفیق نہیں پاتے گھر بیٹھی نماز پڑھنے کی توفیق نہیں پاتے وہ بھی مسجدوں کی طرف دوڑتے ہیں تو اس سے پہلے پہلے باتوں کو سمجھ لیں ورنہ افراتفری میں کچھ بھی کمائی نہیں ہوتی۔ آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ بڑا مزا آیا بڑا جوش و خروش ہے لیکن بعد میں جب حساب کریں گے تو ہاتھ پلے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس لئے ہاتھ پلے اگر کچھ رکھنا ہے تو خدا کو کمائیں اس طرح کمائیں کہ وہ قریب دکھائی دینے لگے اور ایسا قریب ہو کہ اس کی قربت کے اثرات آپ کی ذات میں ظاہر ہوں۔ اگر وہ اثرات ظاہر نہیں ہوں گے تو وہ قریب نہیں ہے اگر وہ اثرات ظاہر نہیں ہونگے تو آپ کا ایمان اسی طرح خالی ہے جیسے پہلے تھا۔

پس یہ تو اتنا واضح کھلا کھلا مضمون ہے کہ جیسے ایک دکاندار سارے دن کی محنت کے بعد رات کو بھی کھاتے لے کر بیٹھ جاتا ہے اور جمع تفریق کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مجھے یہ فائدہ ہوا اور نقصان ہوا۔ پس رمضان کے دوران ہر رات اپنا ایک بہی کھاتہ کھول لیا کریں اور غور کیا کریں کہ خدا کو آپ نے پایا بھی ہے کہ نہیں۔ اس طرح کا پانا ایک فرضی بات ہے کہ اب میرا خدا ہو گیا بس چھٹی ہو گئی۔ یہ پانا جو ہے اپنے اپنے لمحہ بہ لمحہ اس کی طرف بڑھنا ہے ایسا ہوگا۔ اور یہ اگر آپ سفر سیکھ لیں قرب کے یہ معنی سمجھ جائیں ان معنوں کے مطابق اللہ سے قریب ہونا شروع ہوں تو اس رمضان کے آخر تک ہم یقین سے کہہ سکیں گے کہ اب خدا ہمارے اس سے زیادہ قریب ہے جتنا پچھلے سال رمضان کے آخر پہ تھا۔ اور یہ جو قرب ہے یہ پھر واپس نہیں ہوا کرتا۔ نیکیاں اور نیکیوں کے جذبے بڑھتے بھی ہیں کم بھی ہو جاتے ہیں مگر قرب جس کی بات میں کہہ رہا ہوں اس میں کبھی کوئی کمی نہیں آتی۔ وہ ایک دائمی حقیقت ہے اور اسی کا دوسرا نام روح القدس ہے۔ روح القدس ایک زندہ حقیقت بھی ہے لیکن ہر انسان کو جو روح القدس نصیب ہوتی ہے وہ اس طریق پر نصیب ہوتی ہے کہ اس کا ساتھ ہی ہوا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بھی روح القدس کو دائمی ساتھی کے طور پر اسی معنی میں بیان فرمایا اور قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب کھول دیا ہے کہ روح القدس ایک ایسی برکت ہے کہ جو آکر پھر جایا نہیں کرتی کہیں قرآن کریم میں اشارہ بھی یہ نہیں بیان فرمایا کہ روح القدس آکر چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ وہ ساتھ رہنے والی حقیقت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی روح القدس کو اسی معنے میں وضاحت کے ساتھ ہمارے سامنے رکھا ہے کہ یہ تو ایک دائمی برکت ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا قرب ایسا ہو کہ ٹھہر جائے۔ ٹھہرا ان معنوں میں نہ جائے کہ بڑھے نہیں بلکہ ٹھہر ان معنوں میں جائے کہ آپ کے گھر بسیرا کر چکا اور پھر آپ کو یہ خطرہ نہ ہو کہ یہ سب چھوڑ کر چلا جائیگا۔ اتنا خدا آپ کما لیں جو پھر ہمیشہ آپ کا ذریعہ ہو چکا ہو۔ یہ ہے قرب الٰہی تاکہ اتنے قریب ہو کہ جب بھی ہاتھ بڑھائیں آپ کا ہاتھ پڑ جائے، آپ دیکھ لیں ٹٹول لیں کہ ہاں یہ ہے۔ پس یہ وہ معنے ہیں قرب کے جن معنوں کی طرف متوجہ کرنے کیلئے میں آپ کو بقیہ رمضان میں دعاؤں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اپنے لئے دعا کریں اور ہر روز یہ پہچان کرنے کی کوشش کریں کہ آپ نے خدا کو کسی حد تک پایا ہے کہ نہیں پایا اور کیا اس حد تک پایا ہے کہ وہ آپ کا اپنا ہو گیا ہے اور اگر اس حد تک نہیں پایا تو پایا ہی نہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ کوئی یہ سمجھے کہ میں نے خدا کو پایا تو تھا مگر وہ چھٹ گیا، جاتا رہا۔ کیونکہ خدا کی حقیقت ایک حسن ہے اور ایسا کامل حسن ہے کہ پھر اسے چھوڑا جا سکتا ہی نہیں۔ تو اس خدا کو پائیں جو حسن کامل ہے جو دور سے بھی دکھائی دیتا ہے اور غیروں کی نظر سے بھی دکھائی دیتا ہے مگر قریب سے بھی دکھائی دیتا ہے اور اپنی نظر سے بھی دکھائی دیتا ہے اور اپنی نظر سے دکھائی دیتا ہے تو رگ جان سے بھی قریب تر ہو جاتا ہے یہ معنی ہے قرب الٰہی کا جو پھر کبھی بے وفائی نہیں کرتا، کبھی چھوڑ کر نہیں جاتا۔ رگ جان سے قریب تر ہو گیا تو کیسے ممکن ہے کہ آپ زندہ رہیں اور وہ چھوڑ کر چلا جائے۔ رگ جان چھٹے گی تو پھر وہ خدا چھٹے گا اور رگ جان کا رشتہ کٹا تو موت واقع ہو گئی تو خدا تو اس سے بھی قریب تر ہے۔ پس یہ دوام ہے قرب الٰہی کا جس کی طرف اس آیت کریمہ میں بھی اشارہ فرمایا گیا ہے کہ خدا تمہارا ہوگا لیکن جب بھی ہوگا، جتنا بھی ہوگا، تب تمہارا ہوگا اگر وہ تمہارا ہو چکا ہوا اور پھر بھی تمہیں نہ چھوڑے یعنی تم پھر کبھی اس کو چھوڑ نہ سکو۔ چھوڑو تو تمہاری جان اس کے چھوڑنے میں جائے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو آپ سمجھ کر رمضان میں اپنی نگرانی کریں اور اپنی دعاؤں میں بھی باتیں مانگیں جس طرح ظفر نے کہا ہے

میں نے چاہا تھا اس کو روک رکھوں میری جان بھی جائے تو جانے نہ دوں

کئے لاکھ فریب کروڑ فسوں، نہ رہا نہ رہا نہ رہا نہ رہا!!

تو دنیا کے محبوب تو ایسے بھی ہوتے ہیں۔ انسان چاہے بھی پیار ہو جائے عشق ہو جائے دل میں یہ چاہتے ہوں کہ "میری جان بھی جائے تو جانے نہ دوں" مگر جب جاتے ہیں لاکھ فریب کریں، کروڑوں فسوں کریں "نہ رہا نہ رہا نہ رہا" مگر خدا تو ایسا محبوب نہیں ہے۔ وہ تو جب آپ کا بنتا ہے جتنا بھی بنتا ہے پھر ممکن ہی نہیں کہ وہ آپ کو چھوڑ کر چلا جائے۔

آپ کے لئے بھی ممکن نہیں رہتا کہ اسے چھوڑ دیں۔ اور یہ مضمون جو سب پر رفتہ رفتہ خدا کو پانے کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ سارا خدا مل جائے۔ سارا خدا تو بندے کو مل سکتا ہی نہیں۔ سارے کے سارے خدا کی طرف دائمی حرکت ہو سکتی ہے اور سارے خدا کی طرف دائمی حرکت کے لئے یہ شرط ہے کچھ تو ملے۔ کچھ تو ہاتھ میں ہو کہ جس کو آپ سمجھیں کہ ہاں یہ خدا تھا، خدا سے یہ میرا ہو چکا ہے۔ یہ تعلق قائم ہو گا تو سفر شروع ہو گا۔ اگر قائم نہیں ہو گا تو لاکھوں رمضان آئیں اور گزر جائیں آپ کو ہر رمضان کے بعد یہی واویلا کرنا ہو گا کہ "نہ رہا نہ رہا نہ رہا" لگتا تھا کہ آیا ہے۔ لگتا تھا کہ نارے دل پہ بھی رونق کی ہوائیں چلی ہیں مگر وہ آئیں اور گزر گئیں اور دل کی ویرانی نہ گئی۔ خزاں خزاں ہی رہی اور بہار کے موسم میں تبدیل نہ ہوئی کیونکہ بہاری علامتیں باقی دکھائی نہیں دے رہیں پس خواہ تھوڑا کیا ہو، اتنا کیا ہی جو واقعتہً خدا کا کا تا ہوا ہو اور جب خدا کا ہو جائے گا تو "فلیستجیبوا" کی علامتیں آپ کی ذات میں ہو لنے لگیں گی۔ پھر آپ کا دعوئ ایمان کا نہیں ہو گا دنیا دیکھے گی کہ ہاں ان کی ذات میں، ہمیں خدا کی استجابت کے نظارے دکھائی دے رہے ہیں، اس کی علامتیں ظاہر ہو گئی ہیں۔ اس طرح اگر آپ کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ رمضان ہمارا بہت ہی بابرکت رمضان گزرے گا۔

اس ضمن میں میں نے ایک مختصر سی بات کہی تھی اب اسی کو پھر یاد کرا کے اس خطبے کو ختم کروں گا۔ کہ افطاری کروانا اچھی بات ہے مگر افطاریوں میں جان ڈال دینا ان معنوں میں کہ خوراک کی باتیں ہو رہی ہیں کس نے زیادہ اچھا کھانا پکایا کس نے زیادہ اچھا پکایا یہ تو رمضان کے مضمون کے منافی ہے۔ ※ شغل تکلّف منا لینا اس حد تک کہ بعض جگہ اطلاعیں ملی ہیں کہ جب اکٹھے ہوتے ہیں افطاریوں پر تو چندہ کیا گیا کہ اللہ جو پیسہ دے سکتے ہیں یہ بالکل ظلم ہے، رمضان کی روح کے بالکل منافی اور اس سے متصادم ہے۔ رمضان کی روح تو یہ ہے کہ آپ بھوکے رہتے ہیں، بھوکوں کی خاطر جن میں خدا آپ کا انتظار کر رہا ہے جن کی تکلیف میں خدا موجود ہے آپ وہاں پہنچیں گے تو خدا کو پہنچا ہوا پائیں گے ان کی خدمت کریں۔ اصل افطاری وہ ہے کہ جب جہاں آپ کو بھوکوں کی تلاش ہو جہاں غریب ہوں کی جستجو ہو دیکھیں کہ کون کون ہیں جو دکھوں میں مبتلا ہیں، ان تک پہنچیں، ان کے دکھ دور کریں، وہ لذت جو آپ محسوس کریں وہ لذت خدا محسوس کر رہا ہو گا یہ ہی وصل کے ذریعے۔ اس بھوک میں بھی آپ کو وصل نصیب ہو گا جو غریب کی، خدا کے بندے کی بھوک آپ کے دل میں پل رہی ہوتی ہے۔ اور سحری میں بھی آپ کو خدا محسوس ہو گا جو سحری ایک خدا کے غریب بندے کی کروا کے آپ ایک لذت محسوس کرتے ہیں تو قرب کے ذریعے ایسے بھی نہیں ہیں جو زخمی ہیں، دو دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان غریبوں میں خدا کا قرب بھی تلاش کریں ان کے حقوق ادا کریں ان کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنے سینے کو لیں تو ان سینوں میں خدا ضرور بس جائے گا اور پھر ہمیشہ بس جائے گا۔

اور یہ بھی ایک تجربہ ہے کہ جس کو غریب کی خدمت کی لذت آ جائے ناممکن ہے کہ زندگی بھر پھر وہ لذت اس کا ساتھ چھوڑ دے۔ یہ تو ایسا چسکا ہے جو جان کا حصہ بن جاتا ہے۔ کسی کا دکھ دور کرنا ایک ایسی لذت ہے جو کسی اور چیز کو حاصل ہی نہیں ہے۔ دکھ دور کرنا خود ایک لذت ہے تو "انی قریب" کا یہ معنی ہے۔ اس کو سمجھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا قرب عطا فرمائے جو دوام رکھتا ہے جس کو روح القدس کی برکت بھی کہا جاتا ہے۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا:

ابھی نماز جمعہ اور عصر کے بعد ایک بیعت ہو گی۔ عام طور پر یہ رواج نہیں ہے۔ مطلب ہے دستور نہیں مگر روس سے ہمارے ایک دوست تشریف لائے ہوئے ہیں جن کا نام آذر بانیجان ہے اور یہ ایک بہت بڑے آرٹسٹ،

ہیرو اور اس ملک کے تھیئٹر زایسوسی ایشن کے صدر سا اور انٹرنیشنل کنفیڈریشن آف تھیئٹر زایسوسی ایشن کے ممبر ہیں۔ گورباچوف کے زمانے میں سینیٹ کے ممبر بھی رہے ہیں۔ یہ احمدیت ... یہاں نہیں آسکے تھے ان کے اپنے آدمی کے کام تھے جن کی خاطر یہ یہاں تشریف لائے مگر چونکہ ان کا وہاں احمدیوں سے تعارف تھا انہوں نے ہمارا حوالہ بھی دیا۔ یہاں آتے رہے درس میں شریک ہوتے رہے اور بیٹھ کر دیکھتے رہے نمازیں پڑھتے رہے۔ مجھے ملے ہیں تو مجھے کہا کہ میں پہلے مسلمانوں کو جو عام طور دیکھا رہا ہوں اس سے مجھے کبھی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی تھی اسلام میں۔ مگر یہ خوش نصیبی ہے کہ رمضان کے مہینے میں یہاں آگیا ہوں جو میں نے اپنی آنکھوں سے یہاں دیکھا ہے یہ تو عجیب پر کیف نظارہ ہے۔ یہ اسلام ہے جو حقیقت میں لوگوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ یہ مختصر سی بات کی تھی اور جانے کے بعد پیغام ملا کہ میری خواہش ہے کہ میں جمعہ کی نماز کے بعد بیعت کروں۔ تو اگرچہ عام طور پر اس وقت اتنا وقت نہیں ہوا کرتا مگر چونکہ یہ ایک خاص موقع ہے اور بہت ہی معزز انسان اور پاکباز۔ پاک۔ دل ہیں بالکل، کوئی بھی بحث نہیں کہیں، صرف دیکھا ہے۔ ہاں ایک اور بات بھی کی ہے انہوں نے کہ جو میرے گزشتہ مضامین چھپے ہیں روس کے متعلق یا ڈیو ترجمہ ہوئی ہیں بیٹھ کے پورا دیکھتے بھی رہے ہیں۔ اندر اندر ذہنی اور علمی تیاری بھی کی ہے مگر بحث کے طور پر نہیں بلکہ خود دیکھ کر تو اس وجہ سے ان کے احترام میں میں نے اجازت دے دی کہ جمعہ اور عصر کی نماز کے معاً بعد ان کی بیعت ہو گی اگرچہ یہ ٹیلی وائز نہیں ہو گی مگر لوگ چونکہ سن چکے ہیں اس لئے اپنے طور پر دعا میں شامل ہو جائیں

درخواست ہائے دعا

• میرے بیٹے عزیز منیب الرحمن میر انجینئر کے مسوڑے پر ایک رسولی بار بار نمودار ہوتی ہے۔ ابھی تک دو آپریشن بھی ہو چکے ہیں ڈاکٹر نے تیسری بار آپریشن کا مشورہ دیا ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ہیومیو پیتھک دوائی تجویز فرمائی ہے۔ الحمد للہ قدرے افاقہ ہے۔ احباب کرام سے عزیز موصوف کی کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ (شکرانہ فنڈ یکصد روپے)

(ماسٹر میر عبد الوہاب۔ آسنور)

• میری اہلیہ جوڑوں کے درد کی تکلیف میں مبتلا ہیں ان کی شفایابی کے لئے اور میرے دل کا بائی پاس آپریشن ہونے والا ہے، آپریشن میں کامیابی کے لئے اسی طرح چھوٹی بچی لا یونیورسٹی میں داخلہ کے لئے امتحان کی تیاری میں ہے اس کی نمایاں کامیابی کے لئے۔ میرے دونوں بیٹوں کے بابرکت رشتوں کے لئے نیز بخیریت مراجعت کے لئے احباب کرام سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ (بشیر احمد شاکر لندن نزیل قادیان)

• مکرمہ امتہ اللطیف صاحبہ آف کینیڈا نے ایک صد روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے والد مرحوم مکرم بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت درویش مرحوم کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے۔

اسی طرح مکرم احمد دین صاحب مرحوم درویش کی مغفرت درجات کی بلندی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

• خاکسار کے برادر مکرم زبیر احمد اسر سیتا پوری امسال پی۔ یو۔ سی کا امتحان دے رہے ہیں۔ امتحان میں نمایاں کامیابی و حصول علم کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد اسحاق اسر سیتا پوری)

• مکرم روشن خان صاحب کٹک (اڑیسہ) سے مبلغ ۲۰ روپے اعانت بدر میں ارسال کرتے ہوئے اپنے بچے کی کامل صحت یابی درازی عمر کے لئے نیز اہلیہ کی زچگی کے دن قریب ہیں تمام مراحل بآسانی طے ہونے کے لئے موصوف بہت پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان کے ازالہ کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر بدر)

※ کہ افطاریاں کروا دیئے۔ کل کی بات ہے میں نے فیکس پہ ان کو کہا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہرگز اجازت نہ دیں۔ انہوں نے کہا کیا جماعت کی طرف سے کر لیں۔ میں نے کہا جماعت کی طرف سے یہ بھی رمضان کا ایک حصہ ہے کبھی اکٹھا بیٹھنے سے ایک محبت بڑھتی ہے اگر جماعت اپنی طرف سے کرتی ہے تو کرے بے شک لیکن افطاریاں کروانے کو رسم بنا لینا اور اس کے نیچے ...

مبلغ سلسلہ محترم مولوی حمید الدین صاحب شمس مرحوم کی یادیں!

یہ خدا تعالیٰ کا سراسر فضل و احسان تھا کہ محترم مولوی صاحب مرحوم جیسی عالمانہ شخصیت کو جماعت احمدیہ حیدرآباد کی فلاح و بہبود کے لئے متعین کیا گیا تھا۔ دینی علوم میں کمال درجہ رکھنے کے باوجود کسر نفسی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی ہر ایک سے ہمدردی اور احباب جماعت کی روحانیت اور تقویٰ میں ترقی کی آرزو اور مساعی مرحوم کا لائحہ عمل رہا تھا مرحوم کے اوصاف حمیدہ ہردم یاد آتے رہیں گے۔ جماعت احمدیہ حیدرآباد پر اس کے قیام کے زمانہ ہی سے اللہ تعالیٰ کا جو فضل پیہم بے پایاں سایہ فگن رہا ہے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اسی سلسلہ کی کڑی کے طور پر محترم مبلغ صاحب مرحوم کی حیدرآباد میں تعیناتی ہوئی تھی کیونکہ ٹھیک ایک سو سال قبل ۱۸۹۵ء میں ماموریت زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میر محمد سعید صاحب کے دست مبارک سے حیدرآباد میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ موصوف کو چھ ماہ قادیان میں رہ کر حضرت مسیح موعودؑ کے انفاس قدسیہ سے براہ راست فیض حاصل کرلینے اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے درس قرآنی میں شرکت کرکے حضورؑ کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہونے کی سعادت ملی تھی۔

اس ایک سو سال قبل قائم کی ہوئی جماعت کے امیر متذکرہ صدر حضرت میر محمد سعید صاحب کا انتقال ۳۰ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں ہوا تو مولوی ابوالحمید صاحب آزاد وکیل ہائیکورٹ امیر جماعت بنائے گئے۔ جن کے انتقال پر محترم سید بشارت احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ جماعت کے امیر بنائے گئے۔ اس دوران مرکز سے بلند پایہ مبلغ حضرت عبدالرحیم صاحب نیّر اس زیرینہ جماعت کی روحانی تربیت کے لئے مامور کئے گئے۔ آپ کے بعد حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب حیدرآباد میں خدمت بجا لاتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب کی تعیناتی عمل میں آئی اور وقفہ وقفہ سے محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی، محترم مولوی محمد عمر صاحب، محترم حمید ورزا مبارک علی صاحب اور محترم مولوی عبدالحق صاحب فضل باری باری سے کارگذار رہے۔ جس کے بعد نوجوان مبلغ محترم مولوی حمیدالدین صاحب شمس کی تعیناتی ہوئی تو موصوف ایک دہے سے زائد سالوں تک خدمت بجا لاتے رہے اور مثالی کارکردگی انجام دیتے رہے عاجز کا تیسرا فرزند عزیز عبدالباسط سلمہ موصوف کے دور میں قائد خدام الاحمدیہ منتخب ہوا تو اس کی ایسی رہنمائی اور مدد کی کہ خدام نے نام پیدا کرایا اور مرکز نے علم انعامی ٹرافی اس قائد کو عطا کی تو اس نے محترم مبلغ صاحب کی تربیت کا پھل قرار دے کر اس ٹرافی کو مبلغ صاحب کے اجلاس آمد پر رکھ دیا تھا۔

آپ کے دور میں موضع کنڈور ضلع ورنگل کے احباب کو عاجز کے ـــــ مرحوم خالو کی وہ دلی آرزو یاد آنے لگی یعنی یہ کہ اگر اس دیہات کے احباب بیعت کرلیں گے تو وہ اپنے مکان کے اس ہال کو جس میں مدرسہ ہے مسجد میں تبدیل کردیں گے اور مدرسہ کے لئے کوئی مکان کرایہ پر حاصل کرلیا جائے گا۔ مرحوم کی اس خواہش کا اظہار ایک خط موصولہ مبلغ صاحب میں اس طرح کیا گیا کہ مرحوم کی دلی آرزو اپنے گھر کے ہال کو مسجد بنانے کی تھی لہذا تعمیر معمار کا انتظام کیا جائے اس خط کی وصولی پر محترم مبلغ صاحب نے عاجز کو ساتھ چلنے کو کہا تو ہم بس کے ذریعہ ورنگل پہنچے اور وہاں سے اس گاؤں کو جانے والی بس میں کنڈور پہنچے وہاں کے لوگ عاجز سے واقف تھے اس لئے کہ عاجز اپنی شادی کے بعد اپنی اہلیہ کو خالہ اور خالو سے ملانے کے لئے گیا تھا اس لئے کہ وہ شادی میں شرکت کے لئے نہ آسکے تھے۔ اس وقت اس دیہات کو بسیں بھی سواری نہ ہوتی تھیں تو بیل گاڑی میں وہاں جانا پڑا تھا۔ اس دفعہ ہم بس کے ذریعہ پہنچے تو اس دیہات والوں نے ہمیں ہر طرح آرام پہنچانے کی کوشش کی اور ایک مکان میں رات کے کھانے کے بعد جلسہ کے انعقاد کا اہتمام کیا تو ہم نے دیکھا کہ اس مکان میں داخلہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ لکھا ہوا ہے۔ اس نے ہماری بہت ہمت افزائی کی اور بعد ازاں جلسہ شروع ہوا تو عاجز اور محترم مبلغ صاحب نے اپنی تقریروں سے احمدیت سے روشناس کرایا اور حقیقی اسلام کی صراحت کے بعد آنحضرت صلعم کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کے لزوم کی وضاحت پر بیعتیں ہوئیں تو عاجز نے ان بیعت کنندگان کا رجسٹر تیار کیا اس طرح ایک رات میں سوا سو بیعتیں ہوگئی تھیں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو ملا کر پانچ سو کی تعداد بنتی تھی چنانچہ محترم مبلغ صاحب مرحوم نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رح کو اسکی رپورٹ روانہ کردی تھی۔ اسکے بعد میں جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے پہنچا تو عزیزو اقارب سے جلسہ میں پہنچے ہوئے احباب سے ملاقات کے موقع پر حضور نے بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہمارے مبلغ مولوی حمید الدین صاحب شمس کی خدمات یادگار رہیں گی کہ ایک رات میں موصوف نے پانچ سو آدمیوں کی بیعت کروالی ہے اس پر میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا تھا کہ حضور پانچسو احباب نہیں سوا سو ۱۲۵ احباب نے بیعت کی تھی اس پر حضور نے فرمایا تھا کہ آپ خاموش ہو کر بیٹھ جائیں اس وقت موجودہ خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بھی وہاں موجود تھے دوسرے دن آپ نے ایک صاحب کو عاجز کی قیام گاہ پر اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ایک پیغام پہنچانا ہے اس لئے میں موصوف کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں چنانچہ میرے پہنچنے پر فرمایا تھا کہ حضور نے ملاقاتیوں کی روانگی کے بعد مکرم محترم مولوی حمیدالدین صاحب شمس مبلغ کی رپورٹ پڑھ کر یہ پیغام آپ کو پہنچانے کا حکم فرمایا ہے کہ عبداللہ صاحب سے کہہ دیں کہ وہ صحیح تھے اور میں غلطی پر تھا۔ حضور کا یہ محبت بھرا پیغام سن کر تو میں حیران رہ گیا کہ خلیفہ وقت کے الطاف کریمانہ کتنے عجیب ہوتے ہیں سبحان اللہ وبحمدہ والحمد للہ۔

قیام حیدرآباد کے دوران ہر جلسہ میں خواہ وہ یوم مسیح موعودؑ کا ہو یا یوم خلافت یا سیرت النبیؐ کا عاجز کو ضرور تقریر کرکے ثواب حاصل کرنے کا موقع عنایت کیا کرتے تھے۔ لندن کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی سعادت ملی تو بڑے ہی دلچسپ انداز میں وہاں کے حالات منکشف فرمائے تھے۔ ہندوؤں اور عیسائیوں میں تبلیغ کیا کرتے تھے اس لئے وہ اپنے جلسوں میں محترم مبلغ صاحب کو تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا کرتے تھے۔ جب آپ کا حیدرآباد سے کلکتہ تبادلہ ہو گیا تو باقاعدہ آپ سے خط وکتابت جاری رہی اور نہایت محبت بھرے انداز میں خطوط لکھتے رہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور سارے پسماندگان کو صبر جمیل کی ہمت عطا کرے اہلیہ اور معصوم بچوں کا ہر طرح حامی و ناصر رہے۔ آمین

خاکسار

محمد عبداللہ بی ایس سی ایل ایل بی

(سابق قاضی و نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد)

ایم۔ٹی۔ اے۔ انٹرنیشنل کے ایک نئے اور روشن تر دور کا آغاز (بقیہ)

یکم اپریل سے ۲۴ گھنٹے عالمی نشریات کا افتتاح کیا جائے۔ مگر پھر پتہ چلا کہ نئے نظام کے ساتھ جو ایک انٹینا امریکہ سے آنا ہے وہ یکم اپریل تک یہاں نہیں پہنچ سکتا۔ پھر خدا نے اور کئی انتظامات کا سامان کیا۔ حضور نے مختلف مشکلات اور رکاوٹوں اور پھر اُن کے دُور ہونے کا نہایت ایمان افروز ذکر فرمایا جس سے صاف نمایاں تھا کہ الٰہی تقدیر ہی ہے جو کارفرما ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ابھی کچھ دیر تک یہ سگنل اتنا صاف نہیں ہوگا لیکن انشاء اللہ اسی ماہ میں جب اصل انٹینا آجائے گا اور وہ بہتر انتظام پوری طرح نافذ العمل ہوگا تو اللہ کے فضل سے بہت شاندار عالمی مواصلاتی نظام جماعت کی خدمت پر مامور ہوجائے گا۔ جس سے سگنل بہت صاف اور روشن وصول ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ آج وہ مبارک دن ہے کہ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل سے جو رکیں راہ میں تھیں وہ اُٹھادی گئی ہیں۔ اور آج کے بعد انشاء اللہ پہلے سے بڑھ کر روشن تر دن احمدیت پر نکلے گا۔

حضور نے فرمایا کہ ایم۔ ٹی۔ اے کا پیٹنٹ نام اب "ایم۔ ٹی۔ اے۔ انٹرنیشنل" (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ اس وقت تمام براعظموں میں ایم۔ ٹی۔ اے کی تصاویر تو پہنچ رہی ہیں لیکن اپریل میں ہی جب ہمیں دو مزید بیم مل جائیں گی تو پورا افریقہ انشاء اللہ اس میں کور ہوجائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ سب فیض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کا ہے جس میں خدا نے خبر دی تھی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ دیکھیں اللہ نے کس شان سے اسے پورا فرمایا ہے۔ کجا ہم احمدیہ ریڈیو کی باتیں کرتے تھے اور اس کی بھی توفیق نہیں پاتے تھے۔ اور کجا یہ کہ زمین سے آسمان پر سگنل اڑنے لگے۔ یہ سب اس الہام کی برکت ہے۔ اس لئے ہرگز کسی غلط فہمی میں مُبتلا نہ ہوں۔ اور عاجزانہ راہوں پر قدم ماریں۔

حضور ایدہ اللہ نے دُنیا بھر میں ان رضاکار کارکنان کا بھی بہت محبت سے ذکر فرمایا جو دن رات اس سلسلہ میں مصروفِ عمل ہیں۔ انگلستان میں بھی، جرمنی میں بھی۔ اور دیگر ممالک میں بھی۔ حضور ایدہ اللہ نے امریکہ سے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب کا بھی خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ جنہوں نے باوجود دل کے مریض ہونے کے نئی راہیں تلاش کرنے میں غیر معمولی خدمت کی۔ اسی طرح امریکہ و کینیڈا کے اُمراء اور جماعتوں کا بھی ذکر فرمایا۔ جنہوں نے خدا کے فضل سے اس سلسلہ میں اپنے تمام مالی بوجھ خود اُٹھائے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس نظام کا محافظ خود خدا ہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے عجز کے مقام سے ہرگز نہ ہٹیں۔ اور دُعا کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ اور بھی بڑے بڑے کام لے گا۔ حضور نے ایم۔ ٹی۔ اے انٹرنیشنل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عالمی گواہ ہے جو احمدیت کو اللہ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ جو کل چل رہے تھے آج دَوڑ رہے ہیں۔ اور آج جو دوڑ رہے ہیں ان کو فضاؤں میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح محمدی کے لئے آسمان کی فضائیں مسخر کی جائیں گی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے غلاموں کو آسمانی سفروں میں سب دنیا پر غالب کیا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر آپ اپنے عجز کا دامن نہیں چھوڑیں گے تو یہ فاصلے زیادہ تیزی سے طے ہوں گے۔ اس لئے دُعائیں کرتے ہوئے اور خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ انہیں سجدوں سے ہماری سب رفعتیں وابستہ ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ جو انقلاب دُنیا میں ظاہر ہو رہا ہے اس کے بعض نمونے بھی پیش فرمائے۔ عربوں میں اس کا بہت اچھا اثر ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اب پتہ چلا ہے کہ ایسا بھی کوئی ٹی۔ وی ہے جو اسلام کی ایسی اچھی تصویر پیش کرتا ہے۔ حضور نے آسٹریا کے ایک نہایت قابل تعلیم یافتہ دوست کا بھی ذکر فرمایا جس نے اچانک رات کو ٹی۔ وی کا بٹن گھماتے ہوئے ایم۔ ٹی۔ اے دیکھا اور اس کا گرویدہ ہوگیا۔ اور کہا کہ میرے لئے کوئی چارہ نہیں رہا سوائے اس کے کہ میں اس جماعت کا ممبر بنوں۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ امریکہ و کینیڈا میں پہلی بار ڈیجیٹل سسٹم پر عامۃ الناس کے لئے گھروں پر ایم۔ ٹی۔ اے انٹرنیشنل کے پروگرام دیکھنے ممکن ہوں گے۔ اس کے لئے ایک کمپنی خاص طور پر ڈیکوڈر ہمارے مطالبہ پر تیار کر رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ امریکہ کو چاہیئے کہ وہ مقامی طور پر اپنے انداز میں زیادہ پروگرام تیار کریں۔ حضور نے بڑی بڑی جماعتوں کو ایم۔ ٹی۔ اے سکولز و کالجز جاری کرنے کی تحریک فرمائی کہ وہ ایم۔ ٹی۔ اے کے مستقل پروگراموں مثلاً تعلیم القرآن ہومیوپیتھی۔ زبانیں سکھانے کی کلاسز وغیرہ کو ریکارڈ کرکے مقامی طور پر خصوصی کلاسز جاری کریں اور ان کے ماہرین تیار کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پروگراموں میں تنوع پیدا کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی کہ مختلف ملکوں میں تجارت۔ انڈسٹری۔ زراعت وغیرہ کے امکانات و دیگر تجربات پر مشتمل پروگرام بھی تیار کرکے بھجوائے جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہماری ساری عالمی طاقت جب مجتمع ہو کر اپنی طاقت دکھائے گی تو پھر آپ دیکھیں گے کہ کس تیزی سے انقلاب پیدا ہوگا۔ خدا کرے کہ یہ دُور کی خبریں ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔

حضور ایدہ اللہ کا یہ نہایت ولولہ انگیز رُوح پرور خطاب قریباً پونے دو گھنٹے تک جاری رہا۔ خطاب کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے دُعا کروائی۔ اور اس کے ساتھ محمود ہال میں لندن میں ایم۔ ٹی۔ اے۔ انٹرنیشنل کی ۲۴ گھنٹے کی عالمی نشریات کے آغاز پر منعقدہ یہ تاریخ ساز اختتامی تقریب اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حاضرین میں خوشی کے اس موقعہ پر لڈو تقسیم کئے گئے

(رپورٹ: ابو لبیب)
(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۹۶ء)

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسبِ ذیل دُعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا۔ اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER
LADIES & GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA - 700081.

Star ★
PHONE:- 543105.
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY
LEATHER & RUBBER CHAPPALS.
105/661, OPP. BLOCK NO. 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 Pin. 208001.

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM.- 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

PHONE. 26-3287.
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P-48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072.

پاکستان میں دو احمدی عورتوں پر قاتلانہ حملہ

اور

توہینِ رسالت کا مقدمہ

لندن (پریس ڈیسک)۔ کراچی پاکستان سے آمدہ ایک اطلاع کے مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۹۶ء کو محترمہ بشریٰ صدیقہ اہلیہ یو۔ زیڈ۔ تاثیر اور محترمہ سمیعہ بخاری اہلیہ ڈاکٹر سید عبد الحمید غازی (جن کی عمریں علی الترتیب ۶۰ اور ۶۵ سال ہیں) پر ایک سنگدل نے دن دہاڑے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ دونوں کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ محترمہ بشریٰ صدیقہ ماہنامہ "مسرت" کی ایڈیٹر ہیں۔ اور آپ اپنے نہایت خوبصورت اور جاذبِ نظر رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم و منثور کلام اور تفسیر کبیر سے اقتباسات درج کرتی رہتی ہیں۔ انہی پر بعد میں ایک سازش کے تحت توہینِ رسالت کا مقدمہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ہر دو فارق روڈ پر ایک ٹیلر ماسٹر محمد عارف نامی کی دکان ہے جہاں سے وہ گزشتہ ۱۵ سال سے کپڑے سلواتی رہی ہیں اپنے وہ کپڑے جو سلوانے کے لئے دیئے ہوئے تھے لینے کے لئے گئیں۔ تقریباً ۵ بجے سہ پہر جب یہ ٹیلر ماسٹر کی دکان کے سامنے گاڑی سے اتریں تو محترمہ بشریٰ تاثیر صاحبہ تو ٹیلر ماسٹر کی دکان میں چلی گئیں جبکہ محترمہ سمیعہ بخاری قریب ہی ایک دکان پر دھاگہ لینے کے لئے چلی گئیں۔

جونہی بشریٰ تاثیر صاحبہ دکان کے اندر گھسیں کسی گہری سازش اور منصوبے کے تحت اس بدبخت ٹیلر ماسٹر نے ان پر ٹوکے سے حملہ کر دیا۔ اور پے در پے وار کرکے زمین پر گرا دیا۔ ان کے سر کے دائیں جانب ایک کاری ضرب لگی جس سے کھوپڑی کی ہڈی کٹ گئی اور اس کا اثر مغز پر بھی دباؤ پڑا۔ اسے خون میں لت پت چھوڑ کر ٹیلر ماسٹر اس دکان پر پہنچا جہاں مسز سمیعہ بخاری دھاگہ خرید رہی تھیں۔ اور ان پر بھی اندھا دھند وار کئے جس سے وہ نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑیں۔ لوگوں نے مجرم کو پکڑ لیا۔ زخمی خواتین کو آغا خاں ہسپتال پہنچایا گیا جہاں محترمہ سمیعہ بخاری کا تین گھنٹے اپریشن کیا گیا اور محترمہ بشریٰ صدیقہ کا ۵ گھنٹے تک اپریشن ہوتا رہا۔ گو دونوں مستورات ہوش میں آگئی ہیں۔ تاہم محترمہ بشریٰ صدیقہ کے بائیں دھڑ پر بُرا اثر پڑا ہے۔ اور بائیں بازو اور بائیں ٹانگ میں حرکت نہیں ہے۔

بدبخت ٹیلر ماسٹر نے پولیس کے سامنے کئی بیانات بدلے ہیں۔ اور یہ جھوٹ گھڑا ہے کہ یہ خواتین ایسا کپڑا سلائی کے لئے لائی تھیں جن پر قرآنی آیات تحریر تھیں۔ کبھی اس نے کہا کہ اس نے خواب کی بناء پر ان عورتوں پر حملہ کیا ہے۔ چنانچہ پولیس کی طرف سے ایک بیان اخبار "جنگ" کی ۲۹۔ مارچ کی اشاعت میں شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے:۔

"خواتین پر حملہ کرنے والا ٹیلر ماسٹر مسلسل بیان تبدیل کر رہا ہے۔ کپڑوں پر قرآنی آیات پرنٹ نہیں ہیں۔ اس بات کا انکشاف تھانہ فیروز آباد پولیس نے جمعرات کو "جنگ" سے بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ خواتین نے جو کپڑے سلائی کے لئے ماسٹر عارف کو دیئے تھے انہیں تھانے میں منگوا کر ایک درجن سے زائد افراد نے دیکھا ان پر کہیں بھی قرآنی آیات پرنٹ نہیں تھیں جبکہ خواتین کپڑے دس روز قبل ٹیلر ماسٹر کو سلائی کے لئے دے گئی تھیں۔ اور بدھ کو وہ کپڑے واپس لینے کے لئے آئی تھیں جہاں ملزم نے ان پر ٹوکے کا وار کرکے شدید زخمی کر دیا۔ ملزم نے پولیس کو کئی بیان دیئے اور ہر بیان ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ جبکہ ملزم عارف نے ایک بیان میں کہا کہ میں نے خواب دیکھا تھا کہ دو عمر رسیدہ خواتین آئیں گی جو فلاں رنگ کے کپڑے زیبِ تن کئے ہوں گی۔ اور یہ خواتین قرآنی آیات والا کپڑا سلائی کے لئے مجھے دیں گی۔ اور اس کے بعد میں اُن پر ٹوکے کا وار کرکے انہیں زخمی کر دوں گا جس سے مجھے ثواب ملیگا۔ اِس لئے میں نے اپنے خواب کے مطابق اُن پر حملہ کر دیا۔"

اب اس واقعہ کو ایک نیا رُخ دیا گیا ہے۔ اخبار جنگ کراچی کی ۲۔ اپریل ۹۶ء کی اشاعت کے مطابق "فیروز آباد پولیس نے محمد ارشد کی رپورٹ پر مسماۃ بشریٰ تاثیر کے خلاف توہینِ رسالت کا مقدمہ درج کرکے تحقیقات شروع کر دی ہے۔ مدعی محمد ارشد نے جو چھ ماہ سے ٹیلر ماسٹر محمد عارف کے پاس درزی کا کام کرتا ہے۔ ۳۱۔ مارچ ۹۶ء کو رپورٹ کرائی کہ ۲۶۔ مارچ کو شام ۵ بجے مسماۃ بشریٰ تاثیر دکان پر آئی اور عارف سے کپڑے مانگے تو عارف نے ان کے کپڑے کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے اسے استعمال کرنے سے منع کیا کیونکہ اس پر اسماء مبارک لکھے ہوئے تھے۔ جواب میں مذکورہ عورت نے انتہائی غلیظ زبان استعمال کی جس پر محمد عارف قریبی دکان پر گیا۔ اور وہاں سے گوشت کاٹنے والا ٹوکہ لاکر بشریٰ کو وار کرکے زخمی کر دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر میں اور میرے دیگر ساتھی رپورٹ کرنے کے لئے تھانے پہنچ گئے۔ پولیس نے ارشد کی رپورٹ پر بشریٰ تاثیر کے خلاف توہینِ رسالت کا مقدمہ درج کر لیا۔"

یاد رہے محمد ارشد واقعہ کے پانچ روز بعد تھانہ پہنچتا ہے اور توہینِ رسالت کا مقدمہ درج کراتا ہے۔

یہ خبریں بھی ملی ہیں کہ علماء نے اپنے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ اور تھانہ پہنچ کر پولیس پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا تھا کہ عارف کے خلاف کوئی F.I.R. نہ کٹنے پائے۔ لیکن متعلقہ پولیس آفیسر نے ٹیلر ماسٹر کے خلاف زیر دفعہ ۳۰۷ مقدمہ درج کرکے ایف آئی آر کاٹ دی ہے۔ یہ دفعہ ارادۂ قتل پر لگائی جاتی ہے۔

اِدھر ملّاؤں نے ۲۷۔ مارچ کو ایک جلوس نکالا۔ ۲۸ مارچ کو اخبار نوائے وقت کے مطابق سُنّی تحریک کے رہنما ملّاں سلیم رضا نے عارف کی گرفتاری کو "اسلام دشمنی" قرار دیا۔ اور اُس کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔

احباب سے درخواست ہے کہ دونوں کی مکمل شفایابی کے لئے دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو دُشمن کے شر سے محفوظ رکھے۔ کچھ عرصہ سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ پاکستان میں ہر خبیث کے ہاتھوں میں احمدیوں پر مظالم کا لائسنس تھمایا جا چکا ہے۔ اس لئے پاکستانی احمدیوں کے لئے خصوصی طور پر دُعائیں جاری رکھیں۔

نتیجہ انعامی مقالہ

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے سال ۹۶-۱۹۹۵ء کے لئے جو انعامی مقالہ جات لکھے جانے کی تحریک کی گئی تھی۔ اس میں شریک ہونے والے مقالہ نگاروں کی پوزیشن درج ذیل ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی یہ کامیابی مبارک کرے۔ آئندہ علمی میدان میں مزید اعلیٰ ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

نام	نمبر حاصل کردہ	پوزیشن
مکرم قمر الحق صاحب مبلغ سلسلہ	۷۶/۱۰۰	اوّل
؍؍ عطاء الٰہی غوری قادیان	۷۲/۱۰۰	دوم
؍؍ میر عبد الحفیظ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان	۵۷/۱۰۰	سوم

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

تندرستی ہزار نعمت ہے

BODY GROW GYM. SANTOSH NAGAR.　　ARROW GYM CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ:۔ محمد عبد السلیم نیشنل باڈی بلڈر حیدر آباد

وزن کم کرنے، بڑھانے، موٹاپا دُور کرنے کے سلسلہ میں تمام کی جانیوالی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے (باڈی ڈیٹ ساتھ لکھیں) مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔

باڈی ڈیٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔

مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں:۔

M.A. SALEEM (BODY BUILDER) H.NO.18-2-888/10/71
NIMRA COLONY, FALAK NUMA POST. 500253.
HYDERABAD (A.P.) INDIA.